1913ء سے جاری شدہ
FR-10
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
منگل 13/اگست 2013ء 5 شوال 1434 ہجری 13 ظہور 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 183

عبدالمقال اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے چاہا کہ عربوں اور یہود کے لئے ایک وطن بنائیں۔دونوں فریقوں سے ایک امت تشکیل دیں جو ایک وطن میں اکٹھی رہتی ہو۔ان کے درمیان مذہب کی وجہ سے کوئی اختلاف نہ ہو......

(السیاسۃ الاسلامیہ فی عہد النبوۃ ص63 دار الثقافۃ العربیہ)

ازافاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔خطبہ جمعہ 23 مارچ 2012ء

پاکستان کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کا کردار اور دعا کی تحریک

احمدیوں کی خدمات کا اعتراف کرنے پر شدید دشمن بھی مجبور ہو جاتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 مارچ 2012ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

آج مَیں نے احتیاطاً پاکستان کے حوالے سے کچھ نوٹس رکھ لئے تھے۔پاکستان میں بھی 23 مارچ کو یومِ پاکستان منایا جا رہا ہے اور اس حوالے سے بھی پاکستانی احمدیوں کو مَیں کہوں گا کہ دعا کریں کہ جس دور سے آج کل ملک گزر رہا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے۔احمدیوں کی خاطر ہی اس کو بچائے۔کیونکہ احمدیوں نے اس ملک کو بچانے کی خاطر بہت دعائیں کی ہیں لیکن پھر بھی یہی کہا جاتا ہے **اس لئے چند حقائق بھی مَیں پیش کروں گا کہ احمدی کس حد تک اس ملک کے بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے؟**

’دورِجدید‘ ایک اخبار تھا،اُس نے 1923ء میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق یہ لکھا کہ ’’پنجاب کونسل کے تمام مسلمانوں نے (جو) (یقیناً مسلمانانِ پنجاب کے نمائندے کہلانے کا جائز حق رکھتے ہیں) جبکہ یہ ضرورت محسوس کی کہ پنجاب کی طرف سے ایک مستند نمائندہ انگلستان بھیجا جانا چاہئے تو عالی جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ہی کی ذاتِ ستودہ صفات تھی جس پر اُن کی نظرِ انتخاب پڑی۔چنانچہ چوہدری صاحب نے اپنا روپیہ صرف کر کے اور اس خوبی اور عمدگی سے حکومتِ برطانیہ اور سیاسیینِ انگلستان کے روبرو یہ مسائل پیش کئے جس کے مداح نہ صرف مسلمانانِ پنجاب ہوئے بلکہ حکومت بھی کافی حد تک متأثر ہوئی......

(اخبار دورِجدید لاہور 16/اکتوبر 1923ء بحوالہ تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی قربانیاں صفحہ 11)

یہ وہ واقعات ہیں اور وہ روشن حقائق ہیں جن سے کم از کم اخباری دنیا کا کوئی شخص کسی وقت بھی انکار نہیں کر سکتا۔

پھر ممتاز ادبی شخصیات میں سے مولانا محمد علی جوہر صاحب ہیں۔اپنے اخبار ’’ہمدرد‘‘ مؤرخہ 26/ستمبر 1927ء میں لکھتے ہیں کہ:

’’ناشکری ہوگی کہ جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد اور اُن کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنے تمام تر توجہات، بلا اختلافِ عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں...........اور وہ وقت دور نہیں جبکہ (......) کے اس منظّم فرقے کا طرزِ عمل سوادِ اعظم (دینِ حق) کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ (دین) کے بلند بانگ ور باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں، مشعلِ راہ ثابت ہوگا‘‘۔ (اخبار ’’ہمدرد‘‘ مورخہ 26 ستمبر 1927ء، بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 7)

یعنی مولانا محمد علی جوہر صاحب بھی نہ صرف جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہ رہے ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کو (......) فرقہ میں شمار کر رہے ہیں۔جبکہ آجکل تاریخِ پاکستان میں سے احمدیوں کا نام نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔اور آئینی لحاظ سے مسلمان تو وہ لوگ ویسے ہی تسلیم نہیں کرتے۔

پھر اسی طرح ایک بزرگ ادیب خواجہ حسن نظامی نے گول میز کانفرنس کے بارہ میں لکھا کہ:

’’گول میز کانفرنس میں ہر ہندو اور مسلمان اور ہر انگریز نے جو چوہدری ظفر اللہ خان کی لیاقت کو مانا اور کہا کہ (......) میں اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو فضول اور بے کار بات زبان سے نہیں نکالتا اور نئے زمانے کی پولیٹکس پیچیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے تو وہ چوہدری ظفر اللہ خان ہے‘‘۔ (اخبار ’’منادی‘‘ 24/اکتوبر 1934ء۔بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 24)

(مسلسل صفحہ 2 پر)

پھر ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں کہ ’’گول میز کانفرنس کے.........مندوبین میں سے سب سے زیادہ کامیاب آغا خان اور چوہدری ظفر اللہ خان ثابت ہوئے‘‘۔

(اقبال کے آخری دو سال صفحہ 16 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 24)

یہ بھی ایک کتاب ہے ’’اقبال کے آخری دو سال‘‘ اور اس کی ناشر اقبال اکیڈمی پاکستان ہے۔

پھر حضرت قائداعظم نے خود سیاست میں واپس آنے کے بارے میں ہندوستان واپس جانے کے بارے میں فرمایا کہ:

’’مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ مَیں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کرسکتا‘‘۔ (جب یہ واپس چلے گئے تھے ہندوستان چھوڑ کے، انگلستان آ گئے تھے) ’’نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کرسکتا ہوں، نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر مَیں نے لنڈن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کرلیا‘‘۔

(قائداعظم اور ان کا عہد از رئیس احمد جعفری صفحہ 192 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

یہ رئیس جعفری صاحب کی کتاب ’’قائداعظم اور ان کا عہد‘‘ میں یہ درج ہے۔ ’’تو اُس وقت جماعت احمدیہ نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے امام (بیت) لنڈن مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو بھیجا کہ قائداعظم پر زور ڈالیں کہ وہ واپس آئیں اور مسلمانوں کی رہنمائی کریں تا کہ اُن کے حق ادا ہوسکیں۔ آخر قائداعظم ہندوستان واپس گئے اور مسلمانوں کی خدمت پر کمربستہ ہونے کی حامی بھر لی اور بے ساختہ انہوں نے یہ کہا کہ:

The eloquent persuasion of the Imam left me no escape.

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 102)

یعنی امام (بیت) لنڈن کی جو فصیح و بلیغ تلقین اور ترغیب تھی، اُس نے میرے لئے کوئی فرار کا رستہ نہیں چھوڑا۔

پھر مشہور صحافی جناب محمد شفیع جو ’’م ش‘‘ کے نام سے مشہور ہیں، لکھتے ہیں کہ:

’’یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لنڈن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آ گئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے‘‘۔ پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء میں یہ حوالہ درج ہے۔

(پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء سپلیمنٹ II کالم نمبر 1 بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

پھر جو اشد مخالفین تھے انہوں نے بھی ایک اعتراف کیا۔ چنانچہ مجلسِ احرار نے ’’مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ‘‘ کے عنوان سے ایک کتابچہ 1946ء میں شائع کیا جس میں صاف طور پر لکھا کہ مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی جو پالیسی تھی اس کو سراہا۔ اس کے بعد جب سنٹرل و سطی کے الیکشن شروع ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔

(مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ صفحہ 18 بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 11-10)

مشہور اہلحدیث عالم مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب ’پیغام ہدایت و تائید پاکستان و مسلم لیگ‘ میں لکھتے ہیں کہ احمدیوں کا (-) جھنڈے کے نیچے آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے‘‘۔ یعنی ان کے نزدیک احمدی (-) بھی ہیں اور انہوں نے پاکستان میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

پھر باؤنڈری کمیشن کے سامنے جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات ہیں اُن کو حمید نظامی صاحب نوائے وقت کے بانی تھے، بڑی مدحت بھرے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ نوائے وقت آجکل تو جماعت کے خلاف بہت کچھ لکھتا رہتا ہے، ان کی پالیسی بدل گئی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیاوی فائدہ زیادہ دیکھنے لگ گئے ہیں، لیکن بہرحال جناب حمید نظامی صاحب جو اس کے بانی تھے وہ لکھتے ہیں کہ:

’’حد بندی کمیشن کا اجلاس ختم ہوا.........کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہوگیا کہ اُن کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقے سے اربابِ اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلالحاظ عقیدہ، اُن کے اس کام کے معترف اور شکر گزار ہوں گے‘‘۔

(نوائے وقت یکم اگست 1947ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 105-104)

پھر جب 1953ء کے فسادات ہوئے ہیں۔ تحقیقاتی عدالت میں جماعت کا معاملہ پیش ہوا۔ جسٹس منیر بھی جج تھے، لکھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا، خاص قسم کے دلائل پیش کئے، لیکن عدالت ھذا کا صدر (یعنی جسٹس منیر) جو اس کمیشن کا ممبر تھا، (اُس وقت باؤنڈری کمیشن میں یا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ) اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے حکام کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مصلحت سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کرسکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں، اس کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت المعروف ’’منیر انکوائری رپورٹ‘‘ صفحہ 305 جدید ایڈیشن)

اور یہ شرمناک ناشکرا پن اب اکثر سیاسی جماعتوں میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور پھر جو ملک کی حالت ہے وہ بھی ظاہر و باہر ہے۔ اس لئے آج کے، اس دن کے حوالے سے پاکستانی اپنے ملک پاکستان کے لئے بھی بہت دعائیں کریں۔

(الفضل 22 مئی 2012ء)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کے کیس کی وکالت

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے مضبوط دلائل اور غیروں کا اعتراف

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی کانگرس کے لیڈروں سے ملی بھگت اور ریڈکلف کی بددیانتی کی داستان

محترم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب وہ خوش نصیب فرزند پاکستان ہیں جنہیں 3 جون 1947ء کے تقسیم ہند کے پلان کے جلد بعد مسلمانان ہند کے مجوزہ وطن کی خدمت کی توفیق ملنے لگی جبکہ وطن عزیز یعنی پاکستان نہ تو باقاعدہ طور پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور نہ ہی دنیا کے نقشے پر ابھرا تھا۔ (تاریخ قیام پاکستان 14راگست 1947ء)۔ ہندوستان بھر میں حضرت چوہدری صاحب کے اس خصوصی اعزاز کی وجہ قائداعظم کا ان کی دیانت لیاقت اور قابلیت پر مکمل اعتماد تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت چوہدری صاحب باون تولے پاؤرتی پورے اترے۔

پنجاب باؤنڈری کمیشن

تاریخی وتحقیقی مضمون نگار سکندر خان بلوچ کا پنجاب باؤنڈری کمیشن کے متعلق ایک تفصیلی مضمون بعنوان ''پاکستان کے خلاف پہلی بین الاقوامی سازش'' شائع ہوا ہے۔ خاص طور پر اپنے نوجوانوں کی دلچسپی اور معلومات کے لئے کہنہ مشق قلم کار کے متذکرہ مضمون کا ایک حصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

''3 جون 1947ء کو جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو سب سے بڑا مسئلہ اس کی سرحدوں کا تعین تھا۔ پنجاب میں بھی اور بنگال میں بھی۔ اس مقصد کے لئے ایک باؤنڈری کمیشن قائم کیا گیا جس کا سربراہ سر سائیرل ریڈکلف Sir. Cyrel Radclif مقرر ہوا (بعد میں لارڈ ریڈکلف)۔ اس کے ساتھ مسٹر کرسٹوفر بیومانٹ Mr. Christopher Beaumont پرائیویٹ سیکرٹری اور راؤ وی۔ڈی۔آئر Rao.v.d.Iyer (انڈین سول سروس) اسسٹنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اس کے دوسرے ممبران میں پاکستان کی طرف سے پنجاب ہائی کورٹ کے جسٹس دین محمد اور جسٹس محمد منیر تھے جبکہ بھارت کی طرف سے جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ مقرر ہوئے۔ حالات کے مدنظر فیصلہ کیا گیا کہ کمیشن آزادی سے اپنا کام مکمل کرے گا۔ کوئی پارٹی یا کوئی شخص اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کرے گا اور اگر کرے گا بھی تو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ناجائز پریشر سے بچنے کے لئے تمام کارروائی خفیہ رکھی جائے گی اور ایوارڈ کا اعلان 15راگست کو کیا جائے گا۔

(نوائے وقت مورخہ 4 جنوری 2012ء۔ ادارتی صفحہ)

سر محمد ظفر اللہ خان کی کامیاب وکالت

جیسا کہ قارئین کرام جانتے ہیں کہ سر ریڈکلف کی سربراہی میں قائم ہونے والے پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس قائداعظم کے نامزد وکیل حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان نے پیش کیا تھا۔ محترم چوہدری صاحب نے کس قابلیت اور کامیابی سے اپنی مفرد و برتر وکالت کے جوہر دکھائے اس بات کو واضح کرنے کے لئے مختلف ادوار کے چند مستند و معتبر حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

اپنا فرض خوبی سے ادا کیا

''حد بندی کمیشن کا اجلاس ختم ہوا...... کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے، مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا۔ اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ ان کی طرف سے حق وانصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقہ سے ارباب اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلالحاظ عقیدہ ان کے اس کام کے معترف اور شکر گزار رہوں گے۔''

(نوائے وقت یکم اگست 1947ء)

حضرت چوہدری صاحب کی بے غرضانہ خدمت

فسادات 1953ء کی تحقیقات کے لئے قائم کردہ تحقیقاتی عدالت کے صدر چیف جسٹس محمد منیر اور ممبر جسٹس کیانی کی مرتب کردہ رپورٹ کا یہ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

''احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا، اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر وامتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملہ میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس معاملے میں دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمت انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالت تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص 209)

مخالف وکیل کا اعترافِ حقیقت

سابق سفیر وزیر احمد سعید کرمانی جو باؤنڈری کمیشن کے موقع پر مسلم لیگ کے معاون وکلاء میں شامل تھے روزنامہ ''جنگ'' کے ساتھ اپنے انٹرویو میں کانگرس کے وکیل سر سیتلواڈ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

انٹرویو میں سوال کیا گیا کہ: سر ظفر اللہ خان کی کیا خدمت ہے؟ آپ ان کے کافی قدردان محسوس ہوتے ہیں؟

احمد سعید کرمانی نے جواب دیا۔ سر ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ میں تھرڈ ورلڈ کے کاز کو پیش کیا۔ انہوں نے پاکستان اور مسئلہ کشمیر کے کیس کو پیش کیا۔ باؤنڈری کمیشن کا جو اجلاس ہوا اس میں بھی ان وکلاء کے ساتھ شامل تھا۔ جس قابلیت کا انہوں نے مظاہرہ کیا۔

......الاماں! اوھواوھو (حیرت و تحسین کا بیساختہ اظہار۔ ناقل) سیتل واڈ جو کہ کانگریس کا وکیل تھا اس نے آخر میں کہا کہ اگر دلائل کے ذریعہ مقدمہ جیتنا ہے تو ظفر اللہ جیت گیا ہے۔ اس کے ساتھ Sir. Tyson بیٹھے ہوئے تھے وہ ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج تھے انہوں نے ظفر اللہ کی وکالت کی بہت تعریف کی اور کہا کہ اس شخص نے مار دیا ہے۔ (واہ واہ) ظفر اللہ خان جب اینٹی قادیان تحریک کے نتیجے میں کابینہ چھوڑ گئے تو ہندو نے کہا اگر وہ آمادہ ہو تو ہمارے ساتھ آکر وزارت قبول کرے تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔

ظفر اللہ خان سے جب یہ کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں اور یہ ایک بنیادی بات ہے جس کو لوگ بھول جاتے ہیں کہ قادیانیوں نے (یاد رکھیئے! میں قادیانی نہیں ہوں) بطور ایک فرقہ اور جماعت کے پاکستان کو سپورٹ کیا تھا۔ ان کی طرف سے بھی شیخ بشیر احمد مرحوم نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے ایک یادداشت پیش کی تھی جو کہ قادیانی جماعت لاہور کا امیر تھا اور بعد میں لاہور ہائیکورٹ کا جج بنا، اس نے کہا کہ ہم پاکستان چاہتے ہیں لیکن جو باتیں چل رہی ہیں کیا کیا جائے۔ تاریخ کے چہرے کو مسخ کرنے کی کوششیں سالہا سال سے جاری ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔''

(جنگ سنڈے میگزین مورخہ 22 جولائی 2001ء)

تلاش جوہر کی ابتداء کرنے کی ضرورت

مندرجہ بالا عنوان کے تحت علمی وادبی شخصیت کے مالک ڈاکٹر اے۔ آر۔ خالد اپنے مضمون مطبوعہ ''نوائے وقت'' میں تحریر کرتے ہیں۔

''مجھے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی کتاب ''تحدیثِ نعمت'' سے وہ حوالہ بھی دینے کی اجازت دیجئے۔ جب وزیر خارجہ باؤنڈری کمیشن کے لئے سرکاری محکموں کی کارکردگی کی تیاری اور کارروائی سے سخت مایوس ہو جاتے ہیں اور ساہیوال کے محبّ وطن وکیل شیخ نثار احمد اور ان کے تین دوسرے ساتھیوں کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے ازخود یہ سارا کیس تیار کر کے وزیر خارجہ کو یہ کہہ کر پیش کر دیا تھا شاید اس میں سے آپ کو مذاکرات میں کچھ مدد مل سکے اور پھر وہی کیس باؤنڈری کمیشن کے مذکرات کی بنیاد بن گیا تھا۔ آج بابائے قوم جیسی بصیرت کی توقع نہ سہی۔ چوہدری ظفر اللہ جیسی باریک بین اور بین الاقوامی معاملہ فہمی کی کمی سہی مگر پھر بھی جوہر کی تلاش کی

جدوجہد کا آغاز کر دینا چاہئے یہ سوچتے ہوئے کہ جوہر کو پہچاننے کے لئے منصب داری ضروری نہیں جوہرشناسی کے فن سے آگاہی ضروری ہے۔''

(نوائے وقت 24 جولائی 1997ء)

قائداعظم کی خوشنودی اور قدردانی

معروف مصنف ومضمون نگار منیر احمد منیر ایک دلآویز واقعہ تحریر کرتے ہیں۔

''قائد اعظم نے چوہدری ظفراللہ خان کو پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور جب چوہدری ظفراللہ خان یہ کیس پیش کر چکے قائداعظم نے انہیں شام کے کھانے کی دعوت دی اور انہیں معانقہ کا شرف بخشا جو قائداعظم کی طرف سے کرۂ ارض پر بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ معانقہ کرنے کے بعد قائداعظم نے چوہدری ظفراللہ خان سے کہا ''میں تم سے بہت خوش ہوں اور تمہارا ممنون ہوں کہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا اسے اعلیٰ قابلیت اور نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیا۔''

(روزنامہ خبریں مورخہ 7 جون 2003ء)

فتح منداور کامیاب وکالت کے مثبت نتائج

محترم چوہدری صاحب کی اس بے لوث جدوجہد اور انتھک کاوش وقوتِ بیان کا جو اثر اور نتیجہ نکلا وہ ریڈکلف ایوارڈ میں ابتدائی اور اصل صورت میں صحیح فیصلے کے طور پر واضح کیا گیا تھا جس کے مطابق مسلم اکثریت کے اہم علاقے بشمول ضلع گورداسپور، مادھوپور ہیڈ ورکس۔ پھر فیروزپور جہاں نہری ہیڈ ورکس موجود تھا، اس طرح زیرہ کی تحصیل اور بعض دوسرے علاقوں کو پہلے پاکستانی علاقے قرار دیا گیا تھا بلکہ 10/اگست 1947ء تک یہی پوزیشن قائم تھی۔

ان تمام حقائق کے متعلق متعدد اور معتبر ومستند حوالے پیش کئے جائیں گے۔

بہرحال بدقسمتی یہ ہوئی کہ وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور کانگرسی لیڈروں نے سازباز کر کے ریڈکلف کو مختلف حیلوں اور ہتھکنڈوں سے ایوارڈ میں کئی قسم کی تبدیلیاں کرنے پر مجبور اور آمادہ کر لیا چنانچہ اس کمزور فطرت اور کم ہمت انگریز یعنی ریڈکلف نے اپنے ہی فیصلوں کی پرواہ اور پاسداری نہ کرتے ہوئے دباؤ اور لالچ میں آ کر ایوارڈ کو کافی حد تک بدل دیا اور مندرجہ بالا تمام علاقے جو پاکستان کے لئے بے حد اہم اور فائدہ مند تھے اور دلائل اور انصاف اور اصول کے تقاضوں کے تحت پاکستان کا حق اور حصہ بن رہے تھے ہندوستان کو دے دیئے گئے۔

اب ایسے ٹھوس حوالے پیش کئے جائیں گے جن سے ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی قائداعظم کی مخالفت پاکستان دشمنی اور بھارت نوازی، کانگرس کے لیڈروں کے ساتھ ملی بھگت اور باؤنڈری کمیشن کے سربراہ ریڈکلف کی بزدلی اور بے اصولی اور بے ایمانی کے علاوہ اور بھی کئی تفصیلات اور حقائق واضح ہو جائیں گے۔

بے ایمانی کا شاہکار

ریڈکلف کا تبدیل شدہ ایوارڈ آنے کے جلد بعد ممتاز صحافی ومعتبر اداریہ نویس حمید نظامی نے میں لکھا۔

''ایوارڈ قارئین کی نظر سے گزر چکا ہے۔ سچ پوچھیئے تو اس پر ہماری طرف سے کسی تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ قوموں کی سیاسی تاریخ میں ایسی واضح اور بین بددیانتی کی مثال مشکل سے ہی ملے گی۔ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ کمیشن کے صدر سر ریڈکلف نے جانبداری اور بے انصافی ہی سے کام نہیں لیا بلکہ جان بوجھ کر بددیانتی کی ہے اور ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن بھی ان کے شریک کار اور معاون و مؤید ہیں۔

مسلمان لیڈروں نے انگریز کی دیانت اور انصاف پر بھروسہ کیا اور انگریز نے سال سوا سال کے مختصر وقفہ میں دوسری مرتبہ بے ایمانی کی اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہم حیران ہیں کہ سر ریڈکلف کی اس بددیانتی کے کون سے گوشہ کو بے نقاب کریں کیونکہ یہ نام نہاد ایوارڈ اول سے آخر تک دھوکہ اور فریب کا مرقع ہے۔''

(اداریہ نوائے وقت 21/اگست 1947ء)

ازمضمون ''حمید نظامی اپنے اداریوں کی روشنی میں'' مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 17 نومبر 1987ء ادارتی صفحہ)

قائداعظم کی طرف سے تشویش کا اظہار

تحقیقی مضمون نگار ڈاکٹر محمد سلیم اپنے مضمون ''تحریک پاکستان اور ماہ اگست'' مطبوعہ نوائے وقت میں یہ تاریخی حقائق بیان کرتے ہیں۔

''9/اگست 1947ء کو چوہدری محمد علی ایک دن کے لئے دہلی سے کراچی آئے کیونکہ انہوں نے قومی قرضے کے بارے میں ہندوستان کی تجویز پر لیاقت علی خان سے مشورہ کرنا تھا۔ لیاقت علی خاں نے انہیں کہا کہ وہ دلی میں لارڈ اسمے سے مل کر انہیں قائداعظم کی طرف سے یہ بتا دیں کہ انہیں پنجاب کی سرحدوں خاص طور پر ضلع گورداسپور کے بارے میں فیصلے کے متعلق تشویشناک اطلاعات موصول ہوئی ہیں اور اگر سرحدیں ویسے ہی متعین کی گئیں جیسے کہ ہمیں اطلاعات مل رہی ہیں تو یہ اقدام پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات پر بہت زیادہ اثر انداز ہوگا۔ یہ برطانیہ کی عزت اور وقار کا معاملہ ہے۔ چوہدری محمد علی جو دہلی ہوائی اڈے سے سیدھے وائسرائے ہاؤس پہنچے جہاں لارڈ اسمے بھی کام کرتے تھے۔ انہیں پتہ چلا کہ اسمے اور ریڈکلف بند کمرے میں بات چیت کر رہے ہیں۔ محمد علی انتظار کرتے رہے ایک گھنٹہ بعد وہ فارغ ہوئے تو محمد علی، اسمے سے ملے اور ان کو ساری بات بتائی......محمد علی کہتے ہیں کہ ان کے کمرے میں ایک نقشہ لٹکا ہوا تھا اور اس پر پنسل سے ایک لکیر کھینچی ہوئی تھی۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ لکیر تو وہی سرحد ظاہر کر رہی ہے جس کے بارے میں ہمیں رپورٹ ملی ہے یہ سن کر اسمے کا چہرہ پیلا پڑ گیا اور وہ گھبرا کر کہنے لگے کہ میرے نقشے کو کون چھیڑ تا رہا ہے؟ فائنل ایوارڈ اور اس لکیر میں اتنا فرق تھا کہ فیروزپور اور زیرہ کی تحصیلیں بھی ہندوستان کو دے دی گئیں۔''

(نوائے وقت اشاعت خاص مورخہ 13/اگست 2007ء)

ریڈکلف کے ساتھ سازش

معروف اور وسیع المطالعہ مضمون نگار کلیم اختر (مرحوم) اپنے مضمون ''خان لیاقت علی خان ان کا سیاسی عہد اور مسئلہ کشمیر'' میں یہ حقائق بیان کرتے ہیں۔

''برطانوی حکومت کی ہمدردیاں بھارت کے ساتھ تھیں۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کے آخری وائسرائے تھے، بھارت کے پہلے گورنر جنرل بن چکے تھے۔ انہوں نے بھارت نوازی میں پنجاب باؤنڈری کمیشن کے انگریز جج لارڈ ریڈکلف سے سازش کر کے پنجاب باؤنڈری کمیشن کے فیصلے کو بدلوا لیا تھا۔ اس کمیشن کے ایک رکن لالہ مہر چند جن کے ساتھ مہارانی کشمیر تارا دیوی نے سازباز کر لی تھی اور اسے ریاست جموں وکشمیر کا وزیراعظم بنانے کا وعدہ کیا تھا جو 1947ء اکتوبر میں پورا کر دیا گیا اور یوں بھارت کا ریاست جموں کشمیر سے الحاق کرانے کے لئے پٹھانکوٹ کی وساطت سے راستہ مہیا کر دیا گیا تھا۔ اس سے قبل بھارت اور ریاست کشمیر کے مابین کوئی راستہ نہیں تھا۔ ریاست کو برصغیر سے ملانے کے جو راستے تھے وہ پاکستان کی سمت ہی سے جاتے تھے۔''

(نوائے وقت 18/اکتوبر 1988ء)

وائسرائے کے دفتر میں تبدیلی

پروفیسر کریم بخش نظامانی اپنے مضمون ''کشمیر اور انگریز کی مسلم دشمنی'' میں ریڈکلف ایوارڈ میں مجرمانہ تبدیلی کی داستاں بیان کرتے ہیں۔

''ریڈکلف نے بنگال اور پنجاب کی حدبندی کا کام 12/اگست 1947ء سے پہلے مکمل کر لیا تھا۔ لیکن وائسرائے نے اس کا اعلان 16/اگست 1947ء کو دہلی میں اس وقت کیا جب پاکستان اور بھارت دو آزاد ریاستوں کی حیثیت سے وجود میں آ چکے تھے......لیاقت علی خان کو گورداسپور جانے کا بہت دکھ ہوا۔ قائد اعظم نے اس فیصلے کو ''غیر منصفانہ'' ناقابل فہم اور انصاف وشہادت کے منافی قرار دیا۔ پاکستان کی طرف سے یہ بھی الزام لگایا گیا کہ حدبندی کمیشن کا فیصلہ اشاعت سے پہلے وائسرائے کے دفتر میں تبدیل کیا گیا ہے ثبوت کے طور پر وائسرائے کے دفتر سے متعلق افسروں کا ایک خط بھی پیش کیا گیا۔ یہ خط ایپل نے 18/اگست کو جینکنس کو لکھا تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ باؤنڈری کمیشن کا فیصلہ 11/اگست کو آ جائے گا اور یہ کہ تحصیل فیروزپور اور زیرا پاکستان کو مل رہے ہیں۔ الطاف حسین (ایڈیٹر ڈان) اور علامہ مشرقی نے واضح طور پر یہ الزم لگایا کہ ٹاٹا اور برلا نے تجوریوں کے منہ کھول کر وائسرائے کے دفتر والوں اور ریڈکلف کی جیبیں بھری ہیں۔''

(نوائے وقت مورخہ 20 فروری 1990ء)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مندرجہ بالا عنوان کے تحت جناب مجید نظامی کے اخبار نوائے وقت کا یہ اداریہ پڑھنے کے لائق ہے۔

''1947ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان بین الاقوامی سرحدوں کا تعین کرنے والے باؤنڈری کمیشن کے سیکرٹری مسٹر کرسٹوفر بیو ماؤنٹ نے اپنے ایک تحریری بیان میں انکشاف کیا ہے کہ آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے باؤنڈری کمیشن کے سربراہ لارڈ ریڈکلف پر دباؤ ڈال کر ان کے فیصلوں کو آخری مرحلے پر بھارت کے حق میں بدلوا دیا تھا۔ مسٹر بیو ماؤنٹ نے بتایا ہے کہ لارڈ کلف نے پنجاب کی تقسیم کا کام مکمل کر لیا تھا جس کے تحت فیروزپور اور زیرا کی تحصیلیں پاکستان کو دی جا رہی تھیں۔ لیکن لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریڈکلف پر زور دیا کہ یہ تحصیلیں ہر حالت میں بھارت کو ملنی چاہئیں کیونکہ اگر فیروزپور کا نہری ہیڈ ورکس پاکستان کے حصے میں چلا گیا تو بیکانیر کی ریاست متاثر ہوگی۔ چنانچہ ماؤنٹ بیٹن کے دباؤ میں آ کر ریڈکلف نے آخری لمحات میں اپنا فیصلہ تبدیل کر

دیا۔پاکستان شروع سے ہی شکایت کرتا آ رہا ہے کہ سرحدوں کے تعین میں کھلم کھلا زیادتی کی گئی ہے۔لیکن برطانوی اور بھارتی حلقے پاکستان کے اس الزام کی تردید کرتے رہے ہیں۔ اب باؤنڈری کمیشن کے سیکرٹری نے ازخود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سرحدوں کے تعین میں بدنیتی کا مظاہرہ کیا گیا اور کانگرس اور ماؤنٹ بیٹن کی ملی بھگت سے پاکستان کو نقصان پہنچایا گیا۔''

(اداریہ نوائے وقت مورخہ 28 فروری 1992ء)

مولوی عبدالستار نیازی کا واضح بیان

مولوی عبدالستار نیازی صدر جمعیت العلماء پاکستان (نیازی) کا یہ دوٹوک بیان پڑھیے۔

''مولانا عبدالستار خان نیازی نے ولی خان کے ان ریمارکس پر سخت تنقید کی کہ مسلم لیگ انگریز کی پٹھو تھی اور کہا کہ انگریز تو آخر وقت تک مسلم لیگ اور اس کے مطالبہ پاکستان کی مخالفت کرتا رہا۔ریڈکلف ایوارڈ میں بددیانتی اور گورداسپور سمیت بعض علاقوں سے پاکستان کی محرومی اس کا واضح ثبوت تھا۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دل و دماغ میں قائداعظم کے خلاف نفرت بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔انہوں نے کہا کہ قوم وطن سے بنتی ہے۔اسلام کا تصور نہیں۔اس حوالے سے علامہ اقبال نے مولانا حسین احمد مدنی پر بھی سخت تنقید کی تھی۔''

(نوائے وقت 25 جولائی 1997ء ص 8,3)

محمد علی جناح اور چرچل کی مراسلت

مندرجہ بالا عنوان کے تحت سابق اٹارنی جنرل پاکستان شریف الدین پیرزادہ تحریر کرتے ہیں۔

''لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور پنڈت نہرو کے قریبی روابط سب کے علم میں ہیں حال ہی میں شائع ہونے والی رچرڈ ہگ کی کتاب ''ماؤنٹ بیٹن ہمارے دور کا ہیرو'' میں لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ ان کے بارے میں انکشافات کے لئے کافی ہے۔.....اہم ترین بات یہ ہے کہ ریڈکلف ایوارڈ اور کانگریسی رہنماؤں کی ملی بھگت سے اس میں ماؤنٹ بیٹن کی ترمیمات نے مسلمانوں کے مفادات پر آخری ضرب لگائی۔جس کا ثبوت سرایوان جینکنس، سرفرانس مودی، جسٹس دین محمد اور جسٹس محمد منیر کے فراہم کردہ ریکارڈ سے بھی ملتا ہے اس کی تصدیق بھارت میں شائع ہونے والے اس مواد سے بھی ہوتی ہے، جس میں ڈرامائی تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ کس طرح بعد میں بیکانیر کے مہاراجہ گنگا سنگھ اور ان کے چیف انجینئر نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن پر دباؤ ڈال کر ریڈکلف ایوارڈ کو تبدیل کرایا جس کے نتیجے میں کٹا پھٹا پاکستان بنا اور جنوبی ایشیا کے امن میں خلل انداز ہونے والے مسائل پیدا ہوئے۔''

(نوائے وقت مورخہ 23 مارچ 2000ء کالم 2,3)

حدبندی خفیہ طور پر تبدیل

معروف سیاستدان اور سابق وزیر اطلاعات ونشریات مشاہد حسین سید اپنے مضمون ''2003ء کی منتخب کتابیں'' مطبوعہ نوائے وقت میں تحریر کرتے ہیں۔

''چرچل کے ممتاز مقلدین'' کے مصنف اینڈریو رابرٹس ہیں۔یہ کتاب 1994ء میں شائع ہوئی تھی اور اسے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے بارے میں کسی انگریز مصنف کی صادق ترین اور معلومات افزاء کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ یہ کتاب مجھے بہت کم قیمت پر مل گئی۔اس کتاب میں ہندوستان میں برطانیہ کے آخری وائسرائے کے بارے میں 82 صفحات شامل ہیں، جن میں واضح طور پر بڑی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ریڈکلف ایوارڈ میں، جس کے تحت پنجاب کو تقسیم کیا گیا تھا کیا تبدیلی کی گئی تھی۔ چنانچہ 9 اگست 1947ء کو فیروزپور اور زیرا کی تحصیلیں پاکستان میں شامل تھیں۔ لیکن 12 اگست 1947ء کو ہندوستان میں شامل کر دی گئیں اور پنجاب کی تقسیم کی لکیر تبدیل کر دی گئی۔رابرٹس نے لکھا ہے ریڈکلف پر ماؤنٹ بیٹن نے دباؤ ڈال دیا تھا کہ وہ تقسیم کی لکیر کو تبدیل کر دے۔اس نے لکھا ہے کہ حدبندی خفیہ طور پر تبدیل کر دی گئی جو پاکستان کے مفاد کے خلاف تھی۔

(نوائے وقت مورخہ 30 جنوری 2004ء)

حدوں کی تبدیلی اور بھارت

آیئے کہنہ مشق قلم کار رانا عبدالباقی کے معلومات افزاء مضمون، مسئلہ کشمیر پر سرحدوں کی تبدیلی اور بھارت سے چند اقتباسات پڑھتے ہیں۔

ا)۔برطانوی تجزیہ نگار اور کتاب Kashmir in conflict کی مصنفہ، وکٹوریہ شوفیلڈ...... سلطنت برطانیہ کی جانب سے مقرر کئے جانے والے وائسرائے ہند کے سیاسی مشیر سر کونارڈ کور فیلڈ (1947ء-1945ء) کے حوالے سے لکھتی ہیں۔''ماؤنٹ بیٹن برطانوی ہند کے محکمہ سیاسی امور کی ہدایت کی نسبت انڈین نیشنل کانگرس کے سیاسی رہنماؤں کی بات زیادہ سنتے تھے۔''

ب)۔''یہ بھی حقیقت ہے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے جموں وکشمیر میں بھارت کے ناجائز قبضہ کی راہ ہموار کرنے کے لئے ریڈکلف ایوارڈ کے ذریعے مسلم اکثریتی ضلع گورداسپور کی تین تحصیلیں بٹالہ، گورداسپور اور پٹھان کوٹ بھارت کے حوالے کر دیں۔لارڈ برڈ ووڈ نے اپنی کتاب Two natios and Kashmir میں لکھا۔اگر مسلم اکثریت کا تمام کا تمام ضلع گورداسپور پاکستان کے حوالے کر دیا جاتا تو بھارت کبھی کشمیر میں جنگ نہیں لڑ سکتا تھا۔''

ج)۔بھارتی دانشور ایچ۔ایم۔سیروائی H.M Seervai تقسیم ہند پر اپنی کتاب Legend and Reality میں ریڈکلف ایوارڈ اور ضلع گورداسپور کی تین تحصیلیں بھارت کے حوالے کرنے کے پس منظر میں لکھتے ہیں۔

''ہندوستان میں اقتدار کی منتقلی سے متعلق برطانوی اہم دستاویزات کی بارھویں جلد اور فلپ زیگلر (Philip Ziegler) کی کتاب (ماؤنٹ بیٹن) کی اشاعت نے ماؤنٹ بیٹن کے کردار و رویے اور وائسرائے کی پوزیشن کو بہت نیچے گرا دیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب میں ماؤنٹ بیٹن کی 9 اگست 1947ء کی ایک خفیہ میٹنگ کا تذکرہ بہت بڑی دھوکہ بازی سے تعبیر کیا ہے جس کے تحت ماؤنٹ بیٹن نے ریڈکلف ایوارڈ کو اس وقت شائع ہونے سے روک دیا تھا جو 9 اگست 1947ء کو اعلان کے لئے تیار تھا۔''

د)۔رانا عبدالباقی اپنے متذکرہ مضمون کے آخری کالم میں لکھتے ہیں۔

''دراصل ماؤنٹ بیٹن نے ریڈکلف ایوارڈ کے ذریعے مسلم اکثریتی ضلع گورداسپور کی تین تحصیلیں بھارت کے حوالے کر کے پنجاب اور کشمیر میں بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام کی بنیاد رکھی۔اسی متن میں ایچ ایم سیروائی مزید کہتے ہیں۔میرے خیال میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی وائسرائے شپ کے آخری پانچ دنوں کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ بدنامی ان کا مقدر ہوگی اور تاریخ ماؤنٹ بیٹن کو سزائے موت دے گی۔''

(نوائے وقت 16 اپریل 2005ء اداراتی صفحہ)

اس تقسیم کے دوررس نتائج

ڈاکٹر عبدالقدیر خان اپنے مضمون ''تقسیم اور کشمیر کا مسئلہ'' میں واضح کرتے ہیں۔

''لارڈ ریڈکلف جو باؤنڈری کمیشن کا سربراہ تھا اور پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا ذمہ دار تھا اس نے یہ کام مکمل کر کے نقشوں کی کاپیاں وائسرائے ماؤنٹ بیٹن گورنر پنجاب سر ایوان جینکنس اور گورنر بنگال کو روانہ کر دی تھیں۔اس رپورٹ کے حساب سے مشرقی پنجاب میں گورداسپور اور ملحقہ علاقہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی پاکستان کو دیا گیا تھا، قائداعظم سے ملاقات کے بعد وائسرائے نے ریڈکلف کو بلا بھیجا اور حکم دیا کہ وہ گورداسپور اور ملحقہ علاقہ ہندوستان میں شامل کر دئے اس کے دوررس نتائج نکلنا تھے اور وہ اس سے پوری طرح آگاہ تھا کہ صرف گورداسپور اور ملحقہ علاقوں سے ہی کشمیر کا رابطہ تھا۔''

(روزنامہ جنگ مورخہ 2 ستمبر 2009ء)

منفی کردار ادا کرنے والوں کا تذکرہ

جنگ میگزین کے صفحہ ''حالات و واقعات'' پر شائع شدہ صحافی غلام اللہ کیانی کے مضمون کے پہلے کالم میں درج ہے۔

''پنڈت نہرو، لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور مہارانی تارا دیوی نے کشمیری مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا۔ پنڈت نہرو نے لیڈی ماؤنٹ بیٹن کو کس طرح استعمال کیا اور ریڈکلف ایوارڈ کے ذریعے گورداسپور کا مسلم اکثریتی علاقہ ہندوستان کو دے دیا۔ یہ الگ داستان ہے۔جواہر لعل نہرو کا ماؤنٹ بیٹن کی اہلیہ ایڈوینا ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ معاشقہ چل رہا تھا، اسی لئے ریڈکلف ایوارڈ کو بددیانتی کی نذر کر دیا گیا۔نہرو اور ایڈوینا کے معاشقے کی تصدیق متعدد تحریروں میں کی گئی ہے۔''

(جنگ سنڈے میگزین مورخہ 24 اکتوبر 2010ء)

ہماری نالائقی

نوائے وقت گروپ کے ایڈیٹر انچیف جناب مجید نظامی بیان کرتے ہیں۔

''بھارت نے لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے جواہر لال نہرو کے ساتھ معاشقہ کی وجہ سے بہت کچھ حاصل کیا اور مسلمانوں کو بے حد نقصان پہنچایا۔ پاکستان کا قیام مشیت ایزدی تھا لیکن ہم نے اپنی نالائقی کی وجہ سے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا۔''

(نوائے وقت مورخہ 27 اکتوبر 2010ء)

میں نے پاکستان بنتے دیکھا

مندرجہ بالا عنوان کے تحت بزرگ صحافی جاذب غازی اپنے مضمون کے شروع میں لکھتے ہیں۔

''تقسیم ہند کے موقع پر برہمن لیڈروں نے ڈنڈی مار کر بہت سے علاقے مسلمان آبادی والے ریڈکلف کو بھاری رشوت دے کر اپنے قبضے میں کر لئے۔13 اگست 1947ء کو اعلان کیا گیا کہ ضلع گورداسپور، نکودر، جالندھر، پٹھان کوٹ، بٹالہ، ہوشیار پور اور دسوہہ وغیرہ علاقے پاکستان کے حصے میں آئیں گے مگر برہمنوں کی سازشوں اور ریڈکلف کے علاوہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ گٹھ جوڑ سے 14 اگست کو یہ علاقے بھارت کو دے دیئے گئے۔

(نوائے وقت مورخہ 3 اگست 2011ء)

ایوارڈ کے اعلان کی تاریخ بھی بدل دی

تحقیقی و تاریخی مضمون نگار سکندر خان بلوچ اپنے مضمون ’’پاکستان کے خلاف پہلی بین الاقوامی سازش‘‘ (آخری قسط) میں سیکرٹری باؤنڈری کمیشن بیو ماؤنٹ کے انکشافات کے حوالے سے کچھ اور حقائق بیان کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

’’نہرو ماؤنٹ بیٹن کی پسندیدہ شخصیت تھی اور جناح سے اسے نفرت تھی......نہرو کے ہاتھ میں لیڈی ماؤنٹ بیٹن والا بہت بڑا ہتھیار تھا۔ جس کے سامنے ماؤنٹ بیٹن سر نہیں اٹھا سکتا تھا لہٰذا کلکتہ، گورداسپور اور فیروز پور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کی دوستی نے نہرو کو تحفے میں دلا دیئے۔ یہاں نہرو نے ایک اور بھی اہم چال چلی۔ ایوارڈ کا اعلان 15 ؍اگست کو ہونا تھا شدید ردعمل کا خدشہ تھا اس لئے اعلان 15 ؍اگست کو نہ ہونے دیا گیا۔ یہ اعلان 18 ؍اگست کو ہوا۔ اس دن عید تھی لہٰذا سب چیز خاموشی سے دب گئی۔‘‘

(نوائے وقت مورخہ 5 جنوری 2012ء)

تقسیم سے چار دن پہلے فیصلہ تبدیل

قلم کار سکندر خان بلوچ اپنے ایک دوسرے مضمون ’’فائنل ایکٹ‘‘ میں ایک اور تلخ حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں۔

’’مغربی پاکستان میں دوسرا طریقہ اپنایا گیا۔ وہ یہ کہ 1947ء تک اس علاقے میں کوئی انڈسٹری نہ تھی یہ سارا علاقہ زرعی تھا اور زراعت پانی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ سارا علاقہ مادھو پور اور فیروز پور ہیڈ ورکس سے سیراب ہوتا تھا۔ یہ دونوں ہیڈ ورکس اصول تقسیم کے مطابق پاکستان کا حصہ تھے بلکہ 10 ؍اگست تک جو نقشے تیار ہوئے ان میں یہ پاکستان کا حصہ بھی تصور کئے گئے لیکن تقسیم سے چار دن پہلے نہرو اور اس کے حواریوں نے ماؤنٹ بیٹن کے ذریعے یہ فیصلہ تبدیل کروا کے دونوں ہیڈ ورکس بھارت کو دلوا دیئے اور یوں پاکستان کو اس کے پانی کے حق سے محروم کر دیا۔‘‘

(نوائے وقت مورخہ 7 نومبر 2012ء)

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی ذاتی دشمنی بھی اثر انداز ہوئی

نوجوان صحافی احمد جمال نظامی نوائے وقت سنڈے میگزین کے صفحہ ’’کشمیر ڈے‘‘ پر شائع شدہ اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں۔

’’بھارت نے چونکہ برطانیہ کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو اپنے پہلے گورنر جنرل کے طور پر تسلیم کیا تھا اور پاکستان نے مشترکہ گورنر جنرل کے فارمولے کو تسلیم نہیں کیا تھا لہٰذا ماؤنٹ بیٹن کو بابائے قوم محمد علی جناحؒ کے اس دوٹوک اور اصولی اور نظریاتی جرأت مندانہ جواب سے تکلیف پہنچی تھی کہ اعلان آزادی کے بعد پاکستان ایک لمحہ بھی برطانوی گورنر جنرل کو قبول نہیں کر سکتا لہٰذا ہندوستان میں برطانیہ عظمٰی کے آخری وائسرائے کی پوزیشن کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے پنڈت لعل نہرو کی ساز باز سے باؤنڈری کمیشن پر دباؤ ڈال کر پاکستان کے خلاف اس طرح استعمال کیا کہ مسلم اکثریت کے اضلاع گورداسپور، ہوشیار پور اور تحصیل فیروز پور کو بھارتی پنجاب میں شامل کر دیا۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ 3 فروری 2013ء)

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا عبرتناک انجام

وقیع اور بزرگ مضمون نگار ڈاکٹر ایم۔ اے صوفی کے مضمون ’’......نیا تماشا‘‘ میں بیان کردہ کچھ تاریخی واقعات:

1947ء کو فیروز پور، گورداسپور، اجنالہ زیرا میں مسلمانوں نے 14 ؍اگست کی خوشی منائی کہ وہ پاکستان کا حصہ ہیں مگر باؤنڈری کمیشن نے ان کی خوشی کافور کر دی۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے سر ریڈ کلف کو مجبور کیا جبکہ مہاراجہ ہر سنگھ آف کشمیر نے پنڈت نہرو کے سہارے کشمیر کو بھارت میں شامل کر دیا۔‘‘......

صاحب مضمون آخری پیراگراف میں لکھتے ہیں:

’’یاد رکھیں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے مسلمانوں کے ساتھ زیادتی کی 1900ء میں پیدا ہونے والا انگلستانی انگریز 1976ء میں ایک کشتی میں چھٹیاں منانے آئر لینڈ کے قریب تھا کہ ایک دھماکہ ہوا اس میں وہ مارا گیا۔ قدرت نے معصوم جانوں کا حساب لے لیا۔‘‘ (نوائے وقت 10 جون 2012ء)

تاریخی حقائق پر غور کرنا چاہئے

باؤنڈری کمیشن کی کارروائی ختم ہونے کے فوراً بعد نوائے وقت کی یکم اگست 1947ء کی اشاعت میں حمید نظامی کی شائع شدہ تحریر پڑھ چکے ہیں۔ جس میں ریڈ کلف کمیشن کے سامنے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کی فاضلانہ اور مدلل بحث اور مؤثر دلائل کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور قوم کو شکر گزاری کے جذبات کے اظہار کی تلقین کی گئی ہے۔ حیرت ہے کہ معترضین اور مخالفین کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سراسر غلط الزامات لگا کر حضرت چوہدری صاحب کی بے لوث اور کامیاب مساعی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ جبکہ ہم نے زیر نظر مضمون میں مختلف ادوار کے اہل علم و نظر کے جو حوالے پیش کئے ہیں وہ اس بات کو روز روشن کی طرح واضح اور ثابت کر رہے ہیں کہ ریڈ کلف ایوارڈ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کے پیش کردہ دلائل اور حقائق کے نتیجہ میں پاکستان کے جائز حق کے مطابق صحیح فیصلے کئے گئے تھے لیکن 10 ؍اگست 1947ء کے بعد وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن، لیڈی ماؤنٹ بیٹن اور کانگرسی لیڈروں خاص طور پر نہرو کی ملی بھگت اور قائداعظم اور پاکستان دشمنی کی وجہ سے سراسر ظالمانہ اور غیر منصفانہ طور پر ریڈ کلف ایوارڈ میں تبدیلیاں کر دی گئیں جبکہ حقیقت میں شامل کردہ کئی علاقے ہندوستان کو سونپ دیئے گئے جبکہ حقیقت یہ ہے اور مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں محترم چوہدری صاحب کی زبردست وکالت اور مضبوط دلائل کا کھلم کھلا اعتراف ہندوستان کی طرف سے پیش ہونے والے ان کے اپنے وکیل سیتلواڈ نے بھی کیا۔

قائداعظم کی جانب سے مسلسل قدر دانی و پذیرائی

اب آخر میں محترم انور احمد کاہلوں صاحب کی انگریزی کتاب Zafrullah Khan My Mentor سے پروفیسر ایس۔ایم۔ برق (S.M.Burke) ستارہ پاکستان کی محترم چوہدری صاحب کے اعلیٰ مناصب اور کارناموں سے متعلق انگریزی تحریر کے ایک حصے کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

’’1947ء میں جب پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا اعلان کر دیا گیا تو قائداعظم نے سر ظفر اللہ کو نئی مملکت کی بنیاد کے ساتھ وابستہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں کی۔ جولائی میں ظفر اللہ کو پنجاب سے متعلق ریڈ کلف کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا مقدمہ لڑنے کے لئے کہا گیا۔ یہ کمیشن برصغیر کے موقع پر دو خود مختار ریاستوں کے وجود میں آنے کے نتیجہ میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سرحدیں متعین کرنے کی غرض سے قائم کیا گیا تھا۔

بعد میں اسی سال قائداعظم نے ان کو جنرل اسمبلی کے لئے پاکستانی وفد کے لیڈر کے طور پر اقوام متحدہ میں بھیجا۔ جب مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل کے سامنے پیش تھا تو سر ظفر اللہ کو یہ فریضہ سونپا گیا کہ وہ ہندوستانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پاکستانی وفد کی قیادت کریں۔ (PVI-VII)

میر مبشر احمد طاہر نے محترم چوہدری صاحب کے متعلق کیسا خوبصورت اور سچا شعر کہا ہے۔

قانون اور علم سیاست میں منفرد
سب لوگ ہیں سوار تو تُو شہسوار ہے!!
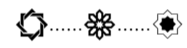
پاکستان کے شہر بلحاظ آبادی (تخمینہ 2010ء)

درجہ	شہر	صوبہ	آبادی
1	کراچی	سندھ	13,205,339
2	لاہور	پنجاب	7,129,609
3	فیصل آباد	پنجاب	2,880,675
4	راولپنڈی	پنجاب	1,991,656
5	ملتان	پنجاب	1,606,481
6	حیدرآباد	سندھ	1,578,367
7	گوجرانوالہ	پنجاب	1,569,090
8	پشاور	خیبر پختونخواہ	1,439,205
9	کوئٹہ	بلوچستان	896,090
10	اسلام آباد	وفاقی دارالحکومت	689,249
11	سرگودھا	پنجاب	594,000
12	بہاولپور	پنجاب	543,929
13	سیالکوٹ	پنجاب	510,863
14	سکھر	سندھ	493,438
15	لاڑکانہ	سندھ	456,544
16	شیخوپورہ	پنجاب	426,980
17	جھنگ	پنجاب	372,645
18	رحیم یار خان	پنجاب	353,112
19	مردان	خیبر پختونخواہ	352,135
20	گجرات	پنجاب	336,727

(مرسلہ: مکرم عطاء النور صاحب)

دفاع پاکستان کے لئے احمدی جرنیلوں کی بے مثال جرأت کی لازوال داستان

جانبازی اور سرفروشی کے یہ عدیم النظیر کارنامے احمدی بہادر سپہ سالاروں کی فرض شناسی اور بلند ہمتی کا ثبوت ہیں

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

6 ستمبر 1965ء کو جب ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کیا تو پاکستان کے بہادر سپوتوں نے جس جرات و بہادری کی لازوال داستانیں رقم کیں تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سرزمین پاکستان کے فرزند اپنے وطن کے دفاع کے لیے جوش اور جذبہ سے آگے بڑھ کر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہوئے۔ دنیا کے عسکری ماہرین اس محیر العقول کارنامے پر ششدر رہ گئے۔ ذیل میں چند غازیوں اور شہداء کے واقعات پیش ہیں۔

جنرل اختر حسین ملک
ہلال جرأت۔ فاتح
چھمب جوڑیاں

جنرل اختر حسین ملک نے آپریشن جبرالٹر اور گرینڈ سلام کی جس طرح منصوبہ بندی کی پھر اس منصوبہ پر جس جرات اور بہادری سے عمل درآمد کیا وہ افواج پاکستان کے لیے قابل تقلید اور ناقابل فراموش داستان ہے۔ جس پر بہت سے عسکری ماہرین اور تجزیہ نگار گزشتہ 45 سال سے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ لیفٹیننٹ کرنل (ر) عبدالرزاق بگٹی نے اپنے ایک مضمون ''عالمی امن کے لئے کشمیر اور پانیوں کے مسئلہ کا حل ضروری ہے''۔ میں 1965ء کی جنگ اور جنرل اختر ملک کی بے مثال کامیابی اور ایک گہری سازش کا انکشاف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''مارچ، اپریل 1965ء میں انڈیا نے رن کچھ کے علاقہ میں پاکستان پر حملہ تو کیا مگر ذلت آمیز شکست ہوئی اس کے بعد اپنی عسکری قوت کو بڑھانے کے لئے افرادی قوت بھرتی کی اور امریکہ اور مغرب سے اسلحہ کے انبار خریدنے میں مصروف رہا۔ ظاہری طور پر انڈیا یہ اسلحہ کی خریداری اور تیاری چین کے ساتھ جنگ کے لئے کر رہا تھا مگر حقیقت میں انڈیا یہ ساری تیاری اور قوت میں اضافہ پاکستان کے ساتھ جنگ کے لئے کر رہا تھا تاکہ پاکستان خوفزدہ ہو کر کشمیر سے دست بردار ہو جائے۔ انڈیا کے مکروہ عزائم کو دیکھ کر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مورخہ 12 مئی 1965ء میں صدر محمد ایوب خان کو لکھا کہ اس وقت انڈیا ایسی حالت میں نہیں ہے کہ پاکستان کا مقابلہ کر سکے اس لئے اب بھی موقع ہے کہ کشمیر کو آزاد کرنے کے لئے تدابیر کی جائیں۔ آخرکار صلاح مشورہ کے بعد Kashmir Cell کے انچارج خارجہ سیکرٹری عزیز احمد کو کشمیر میں گوریلا جنگ کو تیز کرنے کے لئے حکمت عملی تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ عزیز احمد نے پلان تیار کرنے میں سستی کی تو ایوب خان نے آزاد کشمیر کی سیز فائر لائن پر متعین فوجوں کے کمانڈر GOC 12 Division میجر جنرل اختر حسین ملک کو پلان تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ جنہوں نے وقت ضائع کئے بغیر کشمیر میں گوریلا جنگ تیز کرنے کے لئے پلان Operation Gibralter اور کشمیر کو آزاد کرنے کے لئے جنگی پلان Operation Grand Slam تیار کر کے صدر صاحب کے حضور پیش کئے۔ ان دونوں منصوبوں کو منظوری ملنے کے بعد Operation Gilbralter کو اگست کے پہلے ہفتے میں شروع کیا گیا۔ C-IN-C پاکستان آرمی جنرل محمد موسیٰ کے مطابق 7/اگست 1965ء کو آزاد کشمیر کے شہری اپنے مقبوضہ کشمیر کے بھائیوں کی مدد کی خاطر ہزاروں کی تعداد میں مسلح ہو کر سیز فائر لائن پار داخل ہوئے اس کے بعد جوق در جوق کشمیر مجاہدین مقبوضہ کشمیر میں جاتے رہے۔

مقبوضہ کشمیر میں گوریلا جنگ تیز ہوگئی تو ریاستی حکومت نے انڈیا کی مرکزی حکومت کو جموں و کشمیر میں مارشل لاء نافذ کرنے کی درخواست کی۔ 24/اگست 1965ء میں مظفر آباد کے قریب درہ حاجی پیر پر انڈین آرمی نے حملہ کر دیا۔ اب منصوبہ کے مطابق Operation Grand Slam پر فوراً عملدرآمد کرنا تھا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جنرل محمد موسیٰ C-IN-C کو کہا کہ اب Operation Grand Slam پر عملدرآمد کریں مگر جنرل موسیٰ نے ٹال مٹول شروع کی اور کہا کہ صدر کے حکم کے بغیر آپریشن شروع نہیں ہوگا۔ بھٹو صاحب بذات خود سوات میں جنرل محمد ایوب خان کے پاس گئے تاکہ صدارتی حکم نامہ جاری کیا جا سکے۔ 29/اگست 1965ء کو آپریشن شروع کرنے کا حکم جاری ہوا اور C-IN-C جنرل موسیٰ خان کو موصول ہوا مگر اب بھی جنرل موسیٰ خان ڈھیلا پڑ گیا۔ آخرکار پہلی ستمبر 1965ء کو صبح صادق کے وقت جنرل اختر حسین ملک نے چھمب پر حملہ کر دیا تاکہ انڈیا کی طرف سے درہ حاجی پیر پر حملہ کا جواب دیا جا سکے۔ چھمب پر قبضہ کر کے جوڑیاں پر بھی قبضہ کر لیا اور 2 ستمبر 1965ء کو اکھنور کی طرف پیش قدمی جاری رکھی۔ تب جنرل محمد موسیٰ خان C-IN-C ہیلی کاپٹر پر میجر جنرل محمد یحییٰ خان کو ساتھ لائے اور میجر جنرل اختر حسین ملک کو کمانڈ سے ہٹا کر جنرل یحییٰ خان کو آپریشن کا کمانڈر مقرر کیا۔ جنرل یحییٰ خان نے فوراً اکھنور پر حملہ کو روک دیا۔ ایسے کیوں ہوا؟ یہ ایک راز ہے جس پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے۔ 1965ء کی جنگ کے بعد میجر جنرل اختر حسین ملک کو ترکی میں پاکستانی سفارتخانہ میں ڈپٹی ملٹری سفیر مقرر کیا گیا جبکہ جنرل موسیٰ خان کی ریٹائرمنٹ کے بعد جنرل آغا محمد یحییٰ خان کو ترقی دے کر پاکستان کا کمانڈر ان چیف مقرر کیا گیا۔ جنرل اختر حسین ملک نے ترکی سے اپنے بھائی جنرل عبدالعلی ملک کو اپنے خط مورخہ 23 نومبر 1967ء میں Operation Grand Slam کے متعلق کچھ حقائق لکھے جس کے اقتباسات پیش ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے۔

''حقیقی کمانڈ آپریشن کے پہلے دن ہی تبدیل ہو چکی تھی جب عظمت حیات نے میرے ساتھ وائرلیس رابطہ منقطع کیا۔ میں نے ہیلی کاپٹر پر اس کے ہیڈکوارٹر کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ شام کو میں نے اپنے TMP آفیسرز گلزار اور واحد کو اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا مگر وہ بھی ناکام رہے۔ دوسرے دن میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے شرمسار ہو کر کہا کہ وہ جنرل یحییٰ کا بریگیڈئر ہے۔ اب مجھے کوئی شک نہیں رہا کہ جنرل یحییٰ کل ہی اس کے پاس پہنچ چکا تھا اور اس کو کہا تھا کہ میرے کسی بھی حکم پر عمل نہ کرے حالانکہ ابھی تک آپریشن کی کمانڈ میرے پاس ہی تھی۔ یہ عظیم غداری ہے۔ میں نے یحییٰ کو قائل کرنے کی کوشش کی اور درخواست کی اگر تم جنگ میں کامیابی کا کریڈٹ لینا چاہتے ہو تو تم آپریشن کا سربراہ کمانڈر بنے رہو اور میں تیرا ماتحت رہوں گا۔ مگر مجھے اکھنور پر قبضہ کرنے دو مگر اس نے بالکل انکار کر دیا۔ اس نے تو پلان ہی تبدیل کر دیا۔ اکھنور کے بجائے تروٹی کی طرف پیش قدمی کا پلان بنایا تاکہ انڈیا آسانی سے اکھنور پر قبضہ برقرار رکھ سکے۔ آج تک ایوب، موسیٰ، یحییٰ نے مجھے کمانڈ سے ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ میرے استفسار پر شرمندہ ہوتے رہے۔ شاید وجوہات تب بتائی جائیں جب میں دنیا میں نہیں رہوں گا۔ درحقیقت اکھنور پر قبضہ کرنے کے بعد ہی آپریشن جبرالٹر کو کیش کیا جا سکتا تھا مگر ایسا نہ ہوا۔

آپریشن گرینڈ سلام کا جنگی مقصد جموں پر قبضہ کا تھا جہاں سے حالات کے مطابق سمبہ پر یا پھر اصل کشمیر پر قبضہ کرنے کا تھا۔ بہر حال قبضہ جموں پر ہو یا اکھنور پر اگر ہم اپنا مقصد حاصل کر لیتے تو پھر میں دیکھتا کہ کس طرح انڈین (اپنی پشت میں موجود) اکھنور یا جموں سے پاک فوج کو نکالے بغیر سیالکوٹ پر حملہ کرتے ہیں۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ انڈیا 1965ء کے زخم کو کبھی نہیں بھولے گا اور موقع ملتے ہی بدلہ ضرور لے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مشرقی پاکستان پر حملہ کرے گا۔

اگر Operation Grand Slam کے مطابق Objective حاصل کیا جاتا اور جنرل اختر حسین ملک کو کمانڈ سے نہ ہٹایا جاتا تو انڈیا کا کشمیر میں واحد زمینی راستہ پٹھانکوٹ، جموں اور اکھنور سے ہو کر کشمیر کو جاتا ہے وہ انڈیا کے ہاتھ سے نکل جاتا اور انڈیا کا کشمیر پر قبضہ قائم نہ رہ سکتا۔

6 ستمبر 1965ء میں انڈیا اور پاکستان کے درمیان شدید جنگ شروع ہوگئی۔ 19 ستمبر 1965ء میں صدر محمد ایوب خان اور وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو خفیہ طریقہ سے چین میں جناب ماؤزے تنگ سے ملے جنہوں نے صلاح دی کہ موجودہ حالات میں پاکستان کو جنگ بندی قبول کرنی چاہئے۔ اس کے بعد طویل عرصہ تک کشمیر میں گوریلا جنگ کو جاری رکھنا چاہئے۔ تب ہی کشمیر آزاد ہو سکے گا۔ 23 ستمبر 1965ء میں اقوام متحدہ کی طرف سے سیز فائر (جنگ بندی) کو قبول کرتے ہوئے جنگ بندی ہوگئی۔ 1969ء میں ترکی میں ایک پراسرار کار حادثہ میں جنرل اختر حسین ملک وفات پا گئے۔

(روزنامہ نوائے وقت 5 جولائی 2010ء)

سیٹو (ترکی) جانے کے بعد انہوں نے جس طرح پاکستان کے وقار کو بلند کیا۔ اس کا اندازہ بھی

ان مضامین سے ہوتا ہے جو ان ممالک کے نامہ نگاروں نے اس حادثہ پر لکھے۔ ایک ترک نے یہاں تک لکھا کہ یہ فتح نصیب جرنیل ترک کے دل پر حکومت کرتا تھا۔

جرأت و بہادری کا شاندار نمونہ

ترکی کے چیف آف جنرل سٹاف جنرل محمود کی نمائندگی کرتے ہوئے جنرل امین آپکایا نے کہا مرحوم بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے وہ نہ صرف پاکستان میں مقبول تھے بلکہ وہ ترکی سمیت برادر ملکوں میں بھی نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اس عظیم سپاہی فرزند پاکستان اور ترکی کے سچے دوست کی موت کا سانحہ اتنا زبردست ہے کہ ان کا تذکرہ کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ مرحوم 1941ء سے اب تک تین جنگوں میں حصہ لے چکے ہیں۔ اور ہر جنگ میں انہوں نے نمایاں مقام حاصل کیا تھا۔ حتیٰ کہ جنگ ستمبر میں انہیں جرات و بہادری کا شاندار مظاہرہ کرنے پر ہلال جرات کا تمغہ عطا کیا گیا۔

(پاکستان ایئر پورٹ پہنچنے پر خطاب)

میجر راجہ نادر پرویز کا بیان

سابق وزیر دفاع اور سابق ممبر قومی اسمبلی جو خود 1965ء میں رن آف کچھ کی جنگ شریک ہوئے اور جنہوں نے ستمبر 1965ء کی جنگ میں بھی حصہ لیا۔ اپنے تفصیلی انٹرویو میں جنرل اختر حسین ملک کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

میجر جنرل اختر حسین ملک کے متعلق آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سپر انٹیلی جنٹ اور جینئس تھے۔ وہ ترکی میں رہے ہیں جہاں امریکی اور غیر ملکی جنرل بھی تھے جنرل اختر ملک نے وہاں اپنا سکہ منوایا۔ وہ لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ ہاں پاکستانی فوج میں کوئی جرنیل ہے۔ 1965ء کی جنگ کی انہوں نے پلاننگ کی تھی۔ اگر ہم اس پلاننگ کے تحت چلتے تو اکھنور قبضے میں آ جاتا اگر اکھنور قبضے میں آ جاتا تو سیالکوٹ محفوظ ہو جاتا۔ کیونکہ اکھنور انڈین لائن آف کمیونی کیشن تھی۔

(المیہ مشرقی پاکستان کے پانچ کردار صفحہ 20 منیر احمد منیب)

جنرل اختر حسین ملک نے چھمب کے محاذ پر جو محیر العقول کارنامہ سرانجام دیا اس کے بارے میں اس سوال پر کہ آپ نے اپنے سپاہیوں اور افسروں سے حملے سے پہلے کیا کہا۔ جنرل اختر ملک نے جواب میں کہا کہ میں نے انہیں جمع کر کے یہ کہا کہ ہمارا ملک غریب ہے اور غریب لوگوں سے ٹیکس وصول کر کے آپ لوگوں کے لئے سہولتوں اعلیٰ تربیت اور اعلیٰ ہتھیاروں کا انتظام کرتا رہا ہے۔ آپ کی زندگی میں اب وہ لمحہ آن پہنچا ہے کہ ان غریبوں کی آزادی اور جان و مال کی حفاظت کا حق ادا کردو پھر میرے سپاہی میرے ساتھ جس انداز سے دشمن سے لڑے وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔

جن سپاہیوں نے ان کے ساتھ کام کیا وہ ان کے گرویدہ تھے وہ اپنے جرنیل کے اردگرد پروانوں کی طرح گھومتے تھے اس جذبے کا ایک نظارہ چھمب جوڑیاں کے معرکے میں رونما ہوا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کارنامہ جو انہوں نے سرانجام دیا۔ وہ اس جذبے کے بغیر ممکن تھا اس محاذ سے کئی بھارتی سپاہی قید ہو کر پاکستان آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ آپ کے جرنیل آپ کی فوج کے آگے ہوتے ہیں اور ہماری ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جرنیل میلوں دور سے ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔

ایک فرانسیسی ماہر فن حرب نے کہا کہ چھمب جوڑیاں کے محاذ پر جو کارنامہ پاکستان کی تھوڑی سی فوج کے ہاتھوں ایک کثیر التعداد و مضبوط پوزیشن دشمن کو اکھاڑ پھینکنے سے ظہور میں آیا وہ فوجی کمال کی بہترین مثال اور اسلامی جنگوں کا ایک خالص نمونہ تھا۔ اس واقعہ سے ہی جنرل صاحب کی قابلیت شجاعت اور مہارت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے انہوں نے جنگ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے طرز فکر پر لڑی تعداد اور ساز و سامان کی کثرت سے مرعوب نہ ہوئے۔ اس جذبہ کے پس پشت ایمان اور تحفظ پاکستان کا احساس کارفرما تھا۔

فاتح چھمب جوڑیاں میجر جنرل اختر حسین ملک

ملک کے نامور مصنف جناب کلیم اختر میجر جنرل اختر حسین ملک کے محیّر العقول اور مجاہدانہ کارنامہ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''کشمیر میں جنگ بندی لائن کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کے جواب میں میجر جنرل اختر حسین ملک ستارۂ قائداعظم جنرل آفیسر کمانڈنگ پیدل ڈویژن کو بھمبر علاقہ میں حملہ کا کام سونپا گیا تھا۔ چھمب میں بھارتی مورچے غیر معمولی طور پر مضبوط بنائے گئے تھے اور ایک طاقتور فوج وہاں متعین تھی۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کیا اور بھارتی گیریزن کو اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے پاس جو فوج تھی وہ عملاً ایسی کارروائی کے لئے ناکافی سمجھی جاتی ہے، بالکل ختم کر دیا۔ بھارتی قلعہ بندیوں کو تباہ کن ضربیں لگانے اور انہیں برباد کرنے کی کارروائی جنرل آفیسر کمانڈنگ کے بہادرانہ منصوبے بنانے اور کارروائی میں غیر معمولی قیادت کی رہین منت ہے۔ اس مشکل کام کو دلیرانہ طور پر اور ذاتی جرأت کے ساتھ انجام دیا۔ انہیں بہادری کا اعزاز ہلال جرأت دیا گیا۔

(وطن کے پاسبان مرتبہ کلیم نشتر ناشر مکتبہ عالیہ لاہور صفحہ 112)

جنرل اختر ملک کو کمانڈ سے کیوں ہٹایا گیا؟

جناب نذیر ناجی اپنے کالم ''سویرے سویرے'' میں لکھتے ہیں کہ

''نواز شریف کے چند الفاظ میں ایک انتہائی دردناک کہانی چھپی ہوئی ہے مثلاً جب اکھنور پر حملہ ہوا تو ہماری فوج تیز رفتاری سے پیش قدمی کرتی ہوئی دریائے توی کو پار کر گئی تھی اور اگر پیش قدمی کی وہ رفتار جاری رہتی بھارتی ردعمل سے پہلے ہم کشمیر کے بڑے حصہ پر قبضہ کر سکتے تھے مگر اس پیش قدمی کو روک دیا گیا اور جنرل اختر ملک کو جو فاتحانہ انداز سے آگے بڑھ رہے تھے کمان سے ہٹا دیا گیا۔ اس تبدیلی کے ساتھ ہی فوج کی پیش قدمی رک گئی اور اس کے تقریباً پانچ دن کے بعد بھارت کا جوابی حملہ ہوا۔ اس میں راز کیا ہے؟ یہ شاید ابھی سامنے نہ آ سکے ابھی تک تو نہیں آ سکا اور اس جنگ کو ختم ہوئے چھیالس سال ہو گئے ہیں۔ محلاتی سازشوں کا علم رکھنے والے لوگوں میں سے بہت کم زندہ ہونگے۔ ہو سکتا ہے کوئی جاتے جاتے یہ حقیقت بتا جائے کہ کشمیر پر پاک فوج کی فاتحانہ پیش قدمی کو روکنے والے چند فوجی مدبر ہیں جنہوں نے یہ بات سمجھائی ہو کہ ''نادانو! کشمیر لے لیا تو تمہارا کیا بنے گا؟''

(روزنامہ جنگ لاہور 12 جون 2011ء)

اس جیسا جنرل پاکستانی فوج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا

کرنل (ریٹائرڈ) رفیع الدین صاحب کا چشمدید بیان ہے کہ

''ایک دن پاک بھارت جنگ 1965ء کا ذکر چھڑا۔ میں نے بھٹو صاحب سے پوچھا کہ جناب آپ اس زمانے میں وزیر خارجہ تھے۔ ہمارے فارن آفس نے اس جنگ سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ ہندوستان ہماری سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔ کہنے لگے کہ دفتر خارجہ نے تو اس کا اندازہ لگا لیا تھا لیکن فیلڈ مارشل ایوب خان نے ایک جائنٹ میٹنگ میں اس امکان کو ردّ کر دیا تھا۔ اسی دوران وہ کہنے لگے کہ جنرل ہیڈ کوارٹر نے بھی تو اسی غلطی کا اعادہ کیا تھا۔ پھر کہنے لگا کہ جنرل اختر ملک کو کشمیر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر نہ روک دیا جاتا تو وہ کشمیر میں ہندوستانی افواج کو تہس نہس کر دیتے مگر ایوب خان تو اپنے چہیتے جنرل یحییٰ خان کو ہیرو بنانا چاہتے تھے۔ 1965ء کی جنگ کے اس تذکرے کے دوران بھٹو صاحب نے جنرل اختر ملک کی بے حد تعریف کی کہنے لگے اختر ملک ایک باکمال جنرل تھا وہ ایک اعلیٰ درجے کا سالار تھا۔ وہ بڑا بہادر اور دل گردے کا مالک تھا۔ اور فن سپاہ گری کو خوب سمجھتا تھا۔ اس جیسا جنرل پاکستانی فوج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا۔

(بھٹو کے آخری 323 دن صفحہ 66 مؤلف کرنل (ریٹائرڈ) رفیع الدین ناشر جنگ پبلشرز لاہور)

معرکۂ چونڈہ کے ہیرو بریگیڈیئر عبدالعلی ملک (ہلال جرأت)

جناب کلیم نشتر صاحب نے بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کی بے مثال جرأت اور بہادری کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

''چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی جو عظیم جنگ لڑی گئی اس جنگ میں بریگیڈیئر عبدالعلی نے پاکستانی افواج کی کمان کی اور ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے۔ بریگیڈیئر عبدالعلی نے دشمن کے ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ ان سیاہ ہاتھیوں کے پرخچے چونڈہ کے میدان میں ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔ دشمن یہ ٹینک ڈویژن جھانسی سے سیالکوٹ پر قبضہ جمانے کے لئے لایا تھا لیکن پاکستانی جیالوں نے ان ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیئے 8,7 ستمبر کی رات کو دشمن نے چاروہ معراجکے اور نخنال پر حملہ کیا۔ دشمن نے اس حملہ میں 150 توپ خانہ کی چار رجمنٹیں اور 25 ہزار پیدل سپاہ استعمال کی۔ یہ جنرل چوہدری کی رجمنٹ تھی اسے چونڈہ میں قربانی کا بکرا بننے کے صلہ میں ''فخر ہند'' کا خطاب دیا گیا۔ دشمن نے بار بار چونڈہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن اسے منہ کی کھانی پڑی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پاکستانی جانبازوں نے دنیا کی دور حاضرہ میں ٹینکوں کی اس سب سے بڑی جنگ میں راکٹ برسا کر دشمن کے ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیئے اور دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچا دی۔ شکست خوردہ دشمن نے 18 اور 19 ستمبر کی درمیانی رات کو ایک بار پھر قسمت آزمائی کرنے کی کوشش کی لیکن بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کی شاندار قیادت میں پاکستانی افواج نے دشمن کو ناقابل فراموش نقصان پہنچایا۔

دشمن نے اس محاذ پر اس قدر نقصان اٹھایا کہ وہ آٹھ دن تک نعشیں اٹھاتا رہا لیکن اس کے باوجود میدان صاف نہ ہوا۔ سگنلز کور کے چار جوانوں نے شدید گولہ باری میں اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

جانبازی وسرفروشی کے یہ عدیم النظیر کارنامے اس شاندار قیادت کے مرہون منت ہیں جو بریگیڈیئر عبدالعلی کی فرض شناسی اور بلند ہمتی نے اس محاذ پر سرانجام دی۔ بریگیڈیئر عبدالعلی نے اپنے جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ عصر حاضر کی اس عظیم ترین جنگ میں موجودہ دور کے سب سے ذلیل حملہ آور پر ایسی تباہ کن ضربیں لگائیں جسے وہ اور اس کی آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

انہوں نے اپنی جرأت ایمانی کے سہارے مردانگی اور فرض شناسی کے جو دیپ روشن کئے وہ پاکستانی تاریخ میں عزم وہمت کا ایک روشن مینار بنے رہیں گے جن سے مستقبل کے پاکستانی نشان راہ پائیں گے۔

(وطن کے پاسبان صفحہ 113 تا 116 مرتبہ کلیم نشتر ناشر مکتبہ عالیہ لاہور)

سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد (ستارہ جرات)

سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد نے 1965ء کی جنگ کے دوران عدیم النظیر سرفروشی اور جانثاری کا مظاہرہ کر کے امرتسر کے راڈار کے پرخچے اڑا دیئے اور وطن پر جان قربان کر دی۔ جو افواج پاکستان کی تاریخ شجاعت وبسالت کا ایک زرّیں باب ہے۔ ملک کے محقق وادیب جناب خالد محمود صاحب کے قلم سے اس تاریخی واقعہ کی تفصیل سنیئے تحریر فرماتے ہیں:

''امرتسر کا راڈار سٹیشن 24 گھنٹے خاموش رہنے کے بعد دوبارہ حرکت میں آ گیا تھا۔ اسے خاموش کرنا ضروری تھا۔ اس خطرناک مہم کی قیادت فائٹر بمبار ونگ کے آفیسر کمانڈنگ ونگ کمانڈر محمد انور شمیم نے خود کی۔ سکواڈرن لیڈر منیر احمد ان کے نمبر ٹو تھے۔ ان کے پیچھے فلائیٹ لیفٹیننٹ امتیاز احمد بھٹو اور فلائٹ لیفٹیننٹ سہیل چوہدری اڑے جا رہے تھے۔ دشمن نے پہلے سے کہیں زیادہ شدّت کے ساتھ طیارہ شکن فائرنگ کی جس میں کود جانا محال دکھائی دیتا تھا۔ ونگ کمانڈر شمیم نے بھٹی سے کہا کہ وہ دشمن کے توپچیوں کو جل دے اور ان کی توجہ اپنے طیارے کی طرف کھینچ لے۔ بھٹی کے غوطے میں جاتے ہی سکواڈرن لیڈر منیر آگ کے سمندر میں کود گیا۔ اس کا طیارہ گولیوں کی زد میں آ گیا۔ وہ جام شہادت نوش کر گیا۔

ہنس مکھ سکواڈرن لیڈر منیر کی جان ہوا بازی میں تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے 4 ستمبر کو چھمب کے محاذ پر حصہ لیا۔ دشمن کی کئی گاڑیاں اور ٹینک تباہ کئے۔ 10 ستمبر کو فیروز پور کے 20 میل جنوب مشرق میں دشمن کے ایک نیٹ طیارے کو مار گرایا۔ بھارتی فضائیہ نے امرتسر میں ایک طاقتور راڈار سٹیشن نصب کر رکھا تھا، اسے تباہ کرنا بہت ضروری تھا۔ اسے چند روز پہلے زبردست نقصان پہنچایا گیا تھا۔ لیکن دشمن نے اسے پھر ٹھیک کر لیا تھا۔ 11 ستمبر کو ونگ کمانڈر شمیم کی قیادت میں تین طیارے امرتسر بھیجے گئے ان میں منیر بھی شامل تھے۔ وہ اس سے پہلے تمام حملوں میں بھی موجود رہے تھے لیکن اس دن انہوں نے جان پر کھیل کر یہ ٹنٹا ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کا عزم کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اسی مشن میں جان قربان کی۔ لیکن دشمن کا یہ راڈار سٹیشن ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا گیا۔ منیر کی پرواز کا مشن پورا ہو گیا تھا۔

(رن کچھ سے چونڈہ تک صفحہ 194 صفحہ 214 تالیف خالد محمود۔ ناشر مقبول اکیڈمی لاہور)

میجر منیر احمد۔ ستارہ جرأت

محاذ پر نماز پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے۔

''کاش میں اس مقدس جنگ میں شہادت کا رتبہ حاصل کر سکوں۔ یہ الفاظ میجر منیر احمد انجینئر کور نے شہادت سے چند گھنٹے قبل اپنے ایک ساتھی میجر سے گفتگو کرتے ہوئے کہے۔ میجر منیر احمد کو کیا معلوم تھا کہ چند ساعتوں کے بعد ہی بارگاہ رب العزت میں ان کی یہ دعا شرف قبولیت حاصل کر لے گی اور انہیں مادر وطن کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہونے کی سعادت حاصل ہو جائے گی''۔

میجر منیر احمد (جو مکرم خواجہ عبدالقیوم صاحب آف جمیل لاج محلّہ دارالرحمت وسطی ربوہ کے فرزند ارجمند تھے) لاہور کے محاذ پر مسلسل دو دن اور دو راتیں دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ 21 ستمبر کو دشمن کی طرف سے گولہ باری تھی تو (انہیں ہدایت ملی کہ وہ پیچھے مورچوں پر جا کر آرام کر لیں میجر منیر احمد بادل نخواستہ اپنے مورچے سے نکلے اور مورچے کے قریب ہی نماز عشاء کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔ ابھی وہ نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ دشمن کی طرف سے گولہ باری کا سلسلہ شروع ہو گیا اور میجر منیر احمد دشمن کا گولہ لگنے سے شہید ہو گئے۔

میجر منیر احمد کی شہادت کی اطلاع بذریعہ ٹیلیفون دی گئی تو اس وقت ان کے والد خواجہ عبدالقیوم گھر پر موجود نہیں تھے۔ ان کی ضعیف العمر والدہ نے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سنتے ہی بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھا دئے اور کہا کہ میرے مولا! تو نے میرے لخت جگر کی شہادت قبول کر لی اور اسے اس شرف سے نوازا کہ وہ دس کروڑ مسلمانوں کے ملک کا دفاع کر سکے اور اسی نیک مقصد میں جان کی بازی لگا دے۔

میجر منیر احمد نے رن کچھ کے محاذ پر بھی دشمن کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور یہاں بھی دشمن کو ذلت آمیز شکست دی اور اب یہ قوم کا جیالا سپوت اپنے ساتھیوں کے ساتھ لاہور کے محاذ پر دشمن کے خلاف نبرد آزما تھا۔

میجر منیر احمد 1926ء میں پیدا ہوئے۔ 1943ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہو گئے۔ 1946ء میں جنگ کے اختتام پر انہیں جمعدار کے عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد منیر احمد شہید پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد پاکستانی آرمی میں شامل ہو گئے۔ اور کمیشن حاصل کیا۔

خواجہ منیر احمد شہید کے بڑے بھائی خواجہ جمیل دوسری جنگ عظیم میں شہید ہوئے اور بھائی کیپٹن محمد طیب سیالکوٹ کے محاذ پر دشمن سے برسرپیکار ہیں۔

میجر منیر احمد شہید کی اہلیہ نے بتایا کہ ان کے شہید شوہر کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کشمیر کی آزادی مادر وطن کے تحفظ اور دین کی سربلندی کے لئے جام شہادت نوش کریں۔

انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گی اور اپنے بچوں کو بھی فوج میں شامل کرا دیں گے تا کہ وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک اور قوم کی حفاظت وخدمت کر سکیں۔

(روزنامہ مشرق لاہور 5 نومبر 1965ء)

کیپٹن مجیب فقیر اللہ شہید ستارہ جرأت

جرنیل ٹکا خان نے کیپٹن مجیب کو ستارہ جرأت ملنے پر محاذ جنگ پر ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی والدہ کے نام خط میں لکھا:

''میں اس ماں کو سلام کرتا ہوں جس نے یہ بیٹا جنا۔ پوری قوم کو اس ماں پر فخر ہے۔ جب تک پاک آرمی ہے۔ اس وقت تک مجیب زندہ ہے۔''

کیپٹن مجیب 18 نومبر 1946ء کو پیدا ہوئے۔ 4 سال کی عمر میں باپ کی گود میں بیٹھا تھا کہ ادھر سے جہاز دیکھ کر بولا ابا جان میں بڑا ہو کر بہادر بنوں گا۔ اور کشمیر کے پل پر بم ماروں گا۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مرحوم بہت خوش ہوئے اسی وقت بندوق لا کر دی کہ نشانہ کرو۔ والدہ نے کہا یہ اس سے بڑی ہے۔ اٹھا نہیں سکے گا ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ کشمیر کا مجاہد ہے۔ ضرور اٹھائے گا۔ واقعی اس نے بندوق لے کر نشانہ لگا دیا۔ عمر کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ بڑھتا گیا بالآخر کریم خدا نے مجیب کو پاک فوج کے لئے چن لیا۔ 14 مئی 1965ء کو کاکول تربیت کے لئے چلا گیا 19 نومبر 1965ء تک پورا جواں بن کر کندھے پر فوجی رینک لگ کر کھاریاں کینٹ میں پوسٹ ہوا۔

30 مئی 1971ء کو اس کا نکاح کیا اس نے کہا اس ملک کے حالات بہت خراب ہو رہے ہیں۔ آپ ابھی نکاح نہ کریں۔ کیپٹن مجیب کی والدہ بیان کرتی ہیں میں نے کہا بیٹے میری خواہش ہے تیری خوشی دیکھوں۔ کوئی بات نہیں۔ غازی بن کے آؤ گے تو شادی کریں گے۔ ہنس کر جواب دیا امی شہید کو چھوڑ دیا۔ اگر میں شہید ہو گیا تو پھر میں۔ میں نے کہا یہ سب خدا کو معلوم ہے۔ اس طرح تو دنیا میں کوئی کام نہ ہوں واقعی ملک کے حالات دن بدن خراب سے خراب تر ہوتے گئے۔ پھر ایک دن میرا چاند بھی پورا لیس ہو کر اپنے مورچہ میں چلا گیا۔ میں نے لکھا کہ بیٹے ملک پر سخت وقت آن پڑا ہے۔ دودھ کی لاج رکھنا۔ آپ کے بعد مجیب تو پیدا ہوتے رہیں گے آج اس گھر میں کل اس گھر میں مگر میرے لعل ملک کے لئے ایک دفعہ جا کر واپس نہیں آتے۔ میری دعا ہے کہ میرے تمام مجیب اور تمام چراغ (داماد) جس جس محاذ پر ہیں سب کے سب غازی اور فاتح ہو کر آئیں۔ مکار دشمن پر ضرب کاری لگے کہ دوبارہ اٹھ نہ سکے۔ خط ملتے ہی فون پر کہا امی جان ایسا ہی ہوگا۔ یہ بزدل دشمن بھی کیا یاد رکھے گا کہ مجیب خاں آیا ہے۔ امی جان دعا کریں شہادت نصیب ہو خدا تعالیٰ قید سے نجات دے۔ سو میرے مہربان خدا نے میرے بیٹے کی یہ خواہش بھی پوری کر دی۔ دشمن کو کاری ضرب لگائی۔ کہ اس نے اقرار کیا کہ اس نے ہمارا بہت نقصان کیا ہے۔ دشمن کی تین توپیں اپنے ہاتھ سے ٹھنڈی کی ہیں۔ خود اپنے آپ کو پیش کیا اور یہ پوسٹ بھی خود پسند کی کہ میں اسے فتح کروں گا۔

18 نومبر 1971ء کو اپنی ڈائری میں لکھا (یہ اس کی پیدائش کا دن ہے) آج جو میری جیپ الٹی ہے اس سے بچ جانا بہت بڑا معجزہ ہے۔ یہ سب میرے خدا کا فضل اور میری امی کی دعاؤں کا اثر ہے۔

دوسری جگہ 19 نومبر 1971ء کو لکھا۔ آج کے دن میں نے قسم لی تھی اور مجھے کمیشن ملا تھا یہ قسم مجھے اس طرح یاد ہے جیسے میں ابھی لے رہا ہوں۔ انشاء اللہ جس وقت میرے ملک اور مذہب کو میری ضرورت پڑی میں ہر قربانی کے لئے تیار ہوں گا۔ خواہ مجھے جان دینی پڑے سو پورے پندرہ دن بعد یہ تمام وعدے پورے کر کے ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا اور اپنی پیاری امی کی زندگی میں بھی بے انتہا خدمت کر گیا اور آخرت کے لئے بھی ماں کے لئے راہ صاف کر گیا اور دنیا میں بھی ماں کا رتبہ بہت بلند کر دیا یعنی شہید کی ماں۔

6 جون 1972ء کو پورے چھ ماہ بعد انڈیا نے میرے شہید کی باڈی دی تھی۔ کرنل سکھ تھا اس نے بہت تعریف کی کہ یہ اپنی قوم کا سرمایہ تھا۔ بہت بہادر اور نڈر افسر تھا۔ بے شک اس نے ہمارا بہت نقصان کیا ہے۔ مگر اپنے ملک کے لئے اس نے

باقی صفحہ 10 پر

مکرم عبدالرزاق خان صاحب

تنازع کشمیر تاریخ کے آئینے میں

اس تاریخی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جنوری 1933ء میں چودھری رحمت علی کا ایک برطانوی رسالے میں لفظ پاکستان کے حوالے سے جو مضمون ''NOW OR NEVER'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس میں چودھری رحمت علی نے لفظ ''پاکستان'' مختلف علاقوں کے ناموں سے حروف اکٹھے کر کے تخلیق کیا تھا۔ لفظ ''پاکستان'' کے لئے حرف ''ک'' لفظ کشمیر سے لیا تھا۔

ریاست جموں و کشمیر برصغیر کے شمال میں کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ 84 ہزار مربع میل ہے رقبہ کے لحاظ سے ریاست جموں و کشمیر برطانیہ سے کچھ چھوٹی ہے۔ ریاست کی کل آبادی میں سے 88 فیصد مسلمان ہے۔ ریاست میں داخل ہونے کے تمام اہم راستے بھی پاکستان سے ہی جاتے ہیں۔ پاکستان کی سرزمین پر بہنے والے دریاؤں کے منابع بھی کشمیر میں ہیں۔ اس کی سرحدیں چین، روس اور افغانستان اور تبت سے ملتی ہیں۔ تیسری صدی قبل مسیح میں وادی کشمیر کو اشوک کی سلطنت میں شامل کیا گیا اور کنشک کے عہد میں بدھ مت کے مرکز کی حیثیت سے اسے بڑی شہرت ملی۔ 1587ء میں اسے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور اس ضمن میں اکبر اعظم نے وادی کشمیر کا دورہ بھی کیا۔ کیونکہ مغل بادشاہ ہندوستان کے میدانی علاقوں میں پڑنے والی گرمی اور گرد سے سخت نالاں تھے۔ اس لئے انہوں نے اس خوبصورت وادی میں رہائش اختیار کی اور یہاں بہت سی تاریخی عمارات تعمیر کروائیں۔ 1846ء میں ریاست جموں و کشمیر کو ایسٹ انڈیا کمپنی نے صرف 75 لاکھ روپے کے عوض راجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ راجہ گلاب سنگھ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہدی سنگھ جانشین بنا اور یہیں سے کشمیر میں آباد مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کے ناروا سلوک کی ابتداء ہوئی۔

جہاں تک ریاست کشمیر کا تعلق ہے اس کی پوزیشن بالکل واضح تھی۔ یعنی حکمران ہندو تھا۔ لیکن تقریباً 80 فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ ریاست کا علاقہ پاکستان سے ملتا جلتا تھا اور سیاسی، اقتصادی، جغرافیائی اور دیگر تقاضوں کے مطابق اسے پاکستان سے ملحق ہونا چاہئے تھا۔ مسلم کانفرنس نے کشمیر کے بارے میں پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ مگر کانگرس نے پہلے سے بنے ہوئے منصوبے کے تحت مہاراجہ سے رابطہ کیا اور جون کے مہینہ ہی سے سب سے پہلے کانگرس کے صدر نے دورہ کشمیر کیا اور وہاں ہندو لیڈروں سے ملاقاتیں کیں۔ مگر اپنی مہم میں ناکام ہوا۔ بعد ازاں نہرو اور گاندھی نے ریاست کے دورہ کی کوشش کی مگر مہاراجہ نے اس بنا پر انہیں یہاں آنے سے روکا کہ اس طرح کوئی مسلم لیگی لیڈر بھی اس طرف کا رُخ کرے گا اور مسلم عوام کی تحریک اس سے زبردست تقویت پائے گی۔ کانگرس کی جانب سے ماؤنٹ بیٹن نے خود مہاراجہ کو اپنے جال میں پھنسایا اور جون 1947ء کے مصروف ترین چار دن اس نے کشمیر کے دورے کے لئے وقف کئے اور مہاراجہ کو اس بات کے لئے آمادہ کیا کہ وہ آزاد ریاست کا اعلان نہ کرے اور کسی ایک ڈومینین میں شامل ہو جائے۔ اصل میں ماؤنٹ بیٹن نے ڈھکے چھپے انداز میں کشمیر کو بھارت سے الحاق کرنے کی نصیحت کی اور اسے ہر قسم کے تحفظ کا یقین دلایا۔ اس وقت یہ بھی دکھائی دے رہا تھا کہ کشمیر مواصلاتی نظام سپلائی، معاشی مفادات، ثقافت، اور صنعت وحرفت کے اعتبار سے مغربی پاکستان سے مربوط ہے اور اگر بھارت کے ساتھ کشمیر کو ملا دیا گیا تو بھارت سے برّی رابطہ کس صورت میں ہوگا۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریڈکلف ایوارڈ میں تبدیلی کروا کے ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت کی دو تحصیلیں گورداسپور اور بٹالہ بھارت کو دے دینے کا منصوبہ بنایا۔

یکم اگست 1947ء کو مہاتما گاندھی کشمیر جا پہنچے۔ وہ مہاراجہ کے علاوہ بخشی غلام محمد (کانگرس) سے ملے اور باقاعدہ منصوبہ بنالیا۔ گاندھی نے اپنی کارکردگی کی ساری رپورٹ نہرو اور سردار پٹیل کو یہ واضح کرنے کے لئے دی کہ اب کشمیر کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ گاندھی کے کشمیر کے دورہ کے دس دن بعد پنڈت رام چند کو جو ہندو ہونے کے باوجود کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کے خلاف تھا برطرف کر دیا گیا۔ شیخ عبداللہ سمیت نیشنل کانفرنس کے دوسرے راہنما رہا کر دیئے گئے کیونکہ وہ کانگرسی ذہن کے مالک تھے اور نہرو کے ذاتی تعلق دار بھی۔ مگر مسلم کانفرنس کے راہنما چودھری غلام عباس کو بدستور قید میں رہنے دیا گیا۔ متعصب ہندو ڈوگرہ جنگ سنگھ اب کشمیر کا نیا وزیر اعظم تھا۔ مہاراجہ کپورتھلہ اور مہاراجہ پٹیالہ کو مسلم اکثریت کے علاج کے لئے بحیثیت ماہرین نسل کُشی کشمیر بلایا گیا اور پھر مہاراجہ کی فوج نے ان ریاستوں کی دیکھا دیکھی مسلم آبادی میں قتل عام کا بازار گرم کیا۔ اسی عرصے میں سکھوں، سرکاری افواج اور دیگر تنظیموں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ جس کے متعلق کلکتہ کے اخبار سٹیٹس مین نے کشمیر کے علاقے میں دو لاکھ سینتیس ہزار کشمیریوں اور باقی علاقوں میں پانچ لاکھ مسلمانوں کے قتل عام کی خبر چھاپی۔ مہاراجہ کی یہ سرگرمیاں زیادہ عرصہ تک پوشیدہ نہ رہیں۔ جب مسلمانوں کے خاتمے کی یہ مہم پونچھ پہنچ گئی تو مہاراجہ کو مختلف صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سبکدوش ہونے والے فوجی ساٹھ ہزار موجود تھے۔ ان فوجیوں نے مہاراجہ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا اور پھر مجاہدین کشمیر نے جہاد آزادی کا نعرہ بلند کر دیا۔ دیکھتے دیکھتے مسلح دستے میدان میں کود پڑے۔ مجاہدین نے ہتھیاروں کے لئے قبائلی علاقے کا رُخ کیا اور نتیجتاً مذہبی جذبات سے سرشار ہزاروں قبائل بھارت کے خلاف جہاد میں شریک ہونے کے لئے کشمیر کی طرف روانہ ہوگئے۔ صوبہ سرحد کے یہ غیور قبیلے 22/ اکتوبر 1947ء کو کشمیر میں داخل ہوئے۔ ان میں احمدی نوجوانوں پر مشتمل فرقان فورس بھی تھی۔ قبائلی لشکر کی کشمیر میں داخل ہونے کی خبر جب بھارت پہنچی تو طے ہوا کہ وی پی مینن کی نگرانی میں استصواب رائے کروایا جائے تاکہ کشمیری اپنی منزل کا تعیّن خود کر سکیں۔ اکتوبر 1947ء میں بھارت کے جموں و کشمیر میں فوجیں اتارنے سے شروع ہونے والی جنگ اس کمیشن کی سفارشات پر یکم جنوری 1949ء کو بند کر دی گئی۔ بھارت نے ازخود مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں پیش کیا اور وعدہ کیا کہ اگر کشمیریوں نے استصواب رائے میں پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کیا تو بھارت کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ کشمیر میں جب جنگ بند ہوئی تو دونوں ملکوں کی افواج جہاں جہاں رک گئی تھیں اسے عارضی بارڈر تسلیم کر کے اس کا نام جنگ بندی لائن رکھ دیا گیا۔ یکم جنوری 1949ء کو بھارت کی درخواست پر اقوام متحدہ نے کشمیر میں جنگ بند کروائی اور پاکستان نے جوابی کارروائی کے طور پر 14 جنوری کو اپنی شکایت سلامتی کونسل میں پیش کر دی۔ اس طرح یہ مسئلہ بین الاقوامی تنازعہ کی شکل اختیار کر گیا۔

جب بھارت نے سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پیش کیا تو پاکستان کی جانب سے وزیر خارجہ چودھری سر ظفر اللہ خاں پاکستان کا نقطہ نظر لے کر سلامتی کونسل میں گئے تھے۔ سلامتی کونسل 28 جنوری 1948ء کے اجلاس میں بتایا گیا کہ پاکستان اور بھارت درج ذیل تین نکات پر متفق ہوگئے ہیں۔ 1۔ ریاست کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے استصواب رائے کرایا جائے گا۔ 2۔ استصواب رائے کے سلسلے میں مکمل غیر جانبداری کی ضمانت دی جائے گی۔ 3۔ استصواب رائے اقوام متحدہ کی زیر نگرانی ہوگا۔

سلامتی کونسل کے صدر نے ان نکات کی روشنی میں سلامتی کونسل میں ایک قرارداد پیش کی کہ ''ریاست جموں و کشمیر سے دونوں ممالک اپنی افواج واپس بلوالیں اور ریاست کے نمائندوں کی حکومت قائم کی جائے اور پھر وہاں استصواب رائے عامہ کرایا جائے۔'' اس ریزولیشن کو دونوں ممالک نے منظور کیا مگر بھارت پھر منحرف ہوگیا۔ کئی ماہ تک مسلسل کوشش کے بعد اقوام متحدہ کا کمیشن برائے ہند و پاک اس نتیجے پر پہنچا کہ بھارت ریاست کشمیر سے اپنی فوجوں کی کثیر تعداد نکالنا نہیں چاہتا اور صاف انکار کی بجائے وہ اس مسئلے کو مزید الجھا رہا ہے۔ 4 جولائی 1950ء کو پاک بھارت کے وزرا اعظم کی کانفرنس اقوام متحدہ کے نمائندے سراوون ڈکسن کی نگرانی میں ہوئی۔ لیکن بھارت نے بالآخر صاف طور پر کہہ دیا کہ وہ اپنی افواج کشمیر سے نہیں ہٹائے گا۔ مارچ 1984ء میں بھارت نے ''آپریشن میگھ ووت'' کے ذریعے سیاچن پر قبضہ کر لیا۔ یہ لائن آف کنٹرول کی صریح خلاف ورزی تھی۔ بھارت کا ارادہ سیاچن کی طرف سے سکردو پہنچ کر پاک چین دوستی کی علامت شاہراہ قراقرم کو کاٹنا تھا۔ لیکن پاک فوج نے اس کے بڑھتے قدم روک دیئے۔ تب سے دونوں ممالک کے درمیان سیاچن کے محاذ پر خاموش لڑائی جاری ہے۔ سیاچن کے مسئلے کی وجہ سے چوتھی پاک بھارت جنگ متوقع تھی۔ صبر کرتے کرتے کشمیر میں دوسری تیسری نسل جوان ہو چکی ہے۔ اس لئے اس نے 1989ء سے ہتھیار اٹھا لئے۔ پس تب سے اب تک کشمیری 72 ہزار سے زائد جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ 20 ہزار خواتین کی عصمتیں قربان ہو چکی ہیں۔ 5 فروری 1990ء سے پاکستانی ہر سال اہل کشمیر کے ساتھ یوم یکجہتی منا رہے ہیں۔

بقیہ از صفحہ 9

بہت کچھ کیا اس کی جیب میں اس کی ماں کا ایک خط رکھا تھا۔ وہ ہم نے اپنے جی ایچ کیو میں جمع کروا دیا ہے۔ جب ہم بہادروں کی کہانی دیتے ہیں ان کی ماں بہن کے خط بھی ساتھ دیتے ہیں ایسے بہادر خواہ دشمن کے ہوں یا اپنے ہم حالات ضرور لکھیں گے جس قوم کی ایسی مائیں ہوں ان کے بیٹے کبھی شکست نہیں کھاتے میرا اس کی ماں کو سلام دینا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح دسمبر جنوری 1974ء صفحہ 69,68)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

18/اگست 2013ء

وقت	پروگرام
12:30 am	فیتھ میٹرز
1:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:00 am	راہ ہدیٰ
3:35 am	سٹوری ٹائم
3:50 am	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:50 am	الترتیل
6:20 am	جلسہ سالانہ جرمنی
7:30 am	سٹوری ٹائم
7:45 am	خطبہ جمعہ 9/اگست 2013ء
8:55 am	سپاٹ لائیٹ
9:50 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
11:55 am	گلشن وقف نو
1:05 pm	فیتھ میٹرز
2:05 pm	سوال و جواب
3:20 pm	انڈونیشین سروس
4:25 pm	خطبہ جمعہ 31/اگست 2012ء
5:20 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 pm	یسرنا القرآن
6:15 pm	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء
7:25 pm	بنگلہ پروگرام
8:30 pm	حضرت مسیح ناصریؑ کا اصل پیغام
9:00 pm	پریس پوائنٹ Live
10:00 pm	کڈز ٹائم
10:35 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	گلشن وقف نو

19/اگست 2013ء

وقت	پروگرام
12:35 am	ریئل ٹاک
1:40 am	الاسکا۔ڈسکوری پروگرام
2:20 am	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء
3:35 am	سوال وجواب سیشن
5:00 am	عالمی خبریں
5:15 am	تلاوت قرآن کریم
5:30 am	یسرنا القرآن
5:55 am	گلشن وقف نو
7:10 am	الاسکا۔ڈسکوری پروگرام
7:45 am	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء
8:50 am	ریئل ٹاک
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
11:30 am	الترتیل
12:05 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء
12:50 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:25 pm	حسن بیاں
1:55 pm	فرنچ پروگرام
3:00 pm	خطبہ جمعہ 31 مئی 2013ء
4:15 pm	تامل سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ 26/اکتوبر 2007ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:10 pm	تامل سروس
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء

20/اگست 2013ء

وقت	پروگرام
12:20 am	ریئل ٹاک
1:30 am	راہ ہدیٰ
3:05 am	خطبہ جمعہ 26/اکتوبر 2007ء
4:00 am	تامل سروس
4:30 am	سیرت حضرت مسیح موعود
5:05 am	عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:50 am	الترتیل
6:30 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء
7:15 am	کڈز ٹائم
7:50 am	خطبہ جمعہ 26/اکتوبر 2007ء
8:55 am	تامل سروس
9:25 am	حسن بیاں
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 29 جون 2013ء
12:45 pm	A Trip To Dorrigo
1:15 pm	ان سائیٹ
1:45 pm	سوال و جواب
3:05 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء (سندھی ترجمہ کے ساتھ)
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	سپینش سروس
8:50 pm	سیرت النبیؐ
9:30 pm	نور مصطفویؐ
10:00 pm	علم الابدان
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء

21/اگست 2013ء

وقت	پروگرام
12:30 am	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء (عربی ترجمہ کے ساتھ)
1:30 am	ان سائیٹ
2:00 am	سیرت النبیؐ
2:35 am	نور مصطفویؐ
3:00 am	علم الابدان
3:30 am	سوال و جواب
5:00 am	عالمی خبریں
5:15 am	تلاوت قرآن کریم
5:50 am	یسرنا القرآن
6:25 am	جلسہ سالانہ جرمنی
7:15 am	نور مصطفویؐ
7:30 am	A Trip To Dorrigo
8:15 am	سیرت النبیؐ
9:05 am	علم الابدان
9:45 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:25 am	الترتیل
11:55 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء
1:00 pm	ریئل ٹاک
2:05 pm	سوال و جواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سواحیلی مذاکرہ
4:55 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:15 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ 9 نومبر 2007ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:05 pm	دینی و فقہی مسائل
8:40 pm	کڈز ٹائم
9:30 pm	فیتھ میٹرز
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء

22/اگست 2013ء

وقت	پروگرام
12:35 am	ریئل ٹاک
1:40 am	دینی و فقہی مسائل
2:15 am	میدان عمل کی کہانی
3:00 am	خطبہ جمعہ 9 نومبر 2007ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:55 am	الترتیل
6:25 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2013ء
7:30 am	دینی و فقہی مسائل
8:05 am	قرآنک آرکیالوجی
8:55 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	وقف نو اجتماع 2011ء
12:35 pm	اسلامی مہینوں کا کیلنڈر
12:55 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
3:05 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	پشتو مذاکرہ
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:05 pm	خطبہ جمعہ 16/اگست 2013ء
8:10 pm	کسر صلیب
8:50 pm	فارسی سروس
9:30 pm	ترجمۃ القرآن
10:40 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:25 pm	وقف نو اجتماع 2011ء
11:55 pm	کسر صلیب

پاکستان کا عالمی ورثہ

آثارقدیمہ کے حوالے سے پاکستان دنیا کے چند ایک اہم ترین ممالک میں شامل ہے۔اقوام متحدہ کے تحت کام کرنے والے ادارے World Heritage Centre نے پاکستان میں واقع 6 مقامات کو عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل کیا ہے جبکہ پاکستان کے حوالے سے ایک اور فہرست بھی ادارے کے زیرغور ہے جس میں مزید مقامات کو اس فہرست میں جگہ دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ عالمی ورثہ قرار پانے والے 6 مقامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔موہنجوداڑو کے کھنڈرات

تیسری صدی قبل از مسیح میں دریائے سندھ کے کنارے پرآباد شہر موہنجوداڑو کو 1980ء میں عالمی ورثہ قرار دیا گیا۔ یہ کھنڈرات ضلع لاڑکانہ کے قصبہ موہنجوداڑو کے ریلوے سٹیشن سے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔

2۔ٹیکسلا کے آثارقدیمہ

ٹیکسلا کو 5ویں صدی قبل مسیح سے لے کر دوسری صدی بعداز مسیح کے عرصے میں بدھ مت کے علمی مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔ یہ شہر بھی عالمی ورثے میں شامل ہے اور اس کے گردونواح میں میلوں تک اس قدیم تہذیب کے آثار بکھرے ہوئے ہیں، جن میں سے بہت سے ابھی دریافت بھی نہیں ہوئے۔

3۔تخت بائی کے بدھ آثار

تخت بائی کے آثار دراصل بدھ مذہب کی مذہبی عمارتوں پر مشتمل ہیں۔ان مذہبی عمارتوں کو سنگھانہ کہا جاتا تھا۔ اس جگہ کو بھی 1980ء میں عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ یہ مقام صوبہ سرحد کے شہر مردان کے شمال میں 15 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

4۔ٹھٹھہ کی تاریخی عمارتیں

ٹھٹھہ کو 1981ء میں عالمی ورثہ کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ یہ عظیم شہر تین حکمران خاندانوں کا پایہ تخت اور اس کے بعد مغل سلطنت کا حصہ بنا۔ٹھٹھہ 14ویں سے 18ویں صدی بعداز مسیح کے دور میں سندھ کی شان وشوکت کی اہم ترین علامت ہے۔اس زمانے میں ٹھٹھہ علم وادب اور فن وثقافت کا گہوارہ رہا۔

5۔شاہی قلعہ اور شالیمار باغ

لاہور کو ایک ہزار سال تک مرکزی یا صوبائی دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔غزنوی، غوری، ترک، سید، لودھی، مغل، سرسی، سکھ اور برطانوی تمام ادوار میں اس شہر کو غیرمعمولی اہمیت حاصل رہی۔شاہی قلعہ اور شالیمار باغ لاہور کے شاندار ماضی کی اہم ترین علامتیں ہیں جنہیں عالمی ورثہ کی حیثیت دی گئی ہے۔

6۔قلعہ روہتاس

قلعہ روہتاس کو جنوبی اور وسطی ایشیا میں ابتدائی مسلم فوجی طرزتعمیر کے اہم ترین نمونے کی حیثیت حاصل ہے۔ 1541ء میں ہمایوں کو شکست دینے کے بعد شیرشاہ سوری نے جہلم کے قریب ایک عظیم الشان قلعہ تعمیر کروایا تھا، اسے دنیا کے چند سب سے بڑے قلعوں میں سے ایک ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 28/اکتوبر 2007ء)

درخواست دعا

مکرم طاہر احمد محمود صاحب سیکرٹری مال دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ نادرہ طاہر صاحبہ کا دل کا بائی پاس آپریشن چند دن تک متوقع ہے۔احباب کی خدمت میں آپریشن کی کامیابی اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

تعطیل

مورخہ 14/اگست 2013ء کو یوم آزادی کی قومی تعطیل کی وجہ سے روزنامہ الفضل شائع نہ ہو گا۔احباب کرام وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

خبریں

درخت پانی کیلئے پکارتے ہیں سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ پہلی مرتبہ ایسی آوازیں ریکارڈ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جن میں درخت پانی مانگ رہے تھے،فرانسیسی سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق زندہ درخت قحط سالی کے دوران اپنی بقاء کیلئے الٹراسانک آوازیں نکالتے ہیں۔ یہ آوازیں عام آوازوں کے مقابلے میں سو گنا زائد تیز رفتار ہوتی ہیں اس لئے ان کو سننا ممکن نہیں ہوتا، تحقیق کے دوران ایک مرتے ہوئے درخت کی لکڑی کے ہائیڈروجیل میں معائنے کے دوران یہ معلوم ہوا کہ لکڑی عجیب سی آوازیں نکال رہی تھی۔اس عمل کے دوران بلبلوں جیسی آوازیں پیدا ہوتیں اور غائب ہو جاتیں،سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ درخت بلبلوں جیسی آوازوں کے ذریعے زیرزمین موجود نمی کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

احتجاج کا انوکھا انداز دنیا بھر میں لوگ احتجاج کرنے کیلئے منفرد طریقے اپناتے نظر آتے ہیں تاہم چینی آرٹسٹ نے بالکل ہی انوکھا انداز اختیار کیا ہے۔ال ویوائی نامی متنازع چینی آرٹسٹ نے ملک میں فارمولا ملک کے ٹن کے معیار اور بیرون ملک سے اس کی درآمد کو ہدف تنقید بناتے ہوئے انہی دودھ کے ڈبوں کی مدد سے چین کا نقشہ بنا ڈالا۔چین کا نقشہ تیار کرنے کیلئے ویوائی نے ایک ہزار 815 فارمولا ملک ٹن پیک ڈبوں کا استعمال کیا۔سات مختلف برانڈز کے دودھ کے ڈبے لیتے ہوئے ویوائی نے چین کا یہ 10 میٹر بڑا اور 8 میٹر چوڑا نقشہ تیار کیا جبکہ ہانگ کانگ میں نمائش کیلئے رکھے گئے اپنے اس منفرد آرٹ ورک کو انہوں نے Formula Bay 2013 کا نام دیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 23 مئی 2013ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 13۔اگست

طلوع فجر	3:59
طلوع آفتاب	5:29
زوال آفتاب	12:13
غروب آفتاب	6:56